یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

محمد حسنین السابقی النجفی

کی علمی تصنیفات

- جواہر الاسرار
- میزان العقائد
- تاریخ بلال
- متضاد عقائد
- ترجمہ مصباح الہدایۃ
- ترجمہ احکام الشیعہ (۲ جلد)
- احکام خمس وزکوۃ
- برہان الایمان
- قواعد الشریعہ (۴ جلد)

ادارہ جامعۃ الثقلین

احمد پارک خانیوال روڈ ملتان

رسوم الشیعہ

فی میزان الشریعہ

بجواب ''اصلاح الرسوم الظاہرہ''

تالیف

صدر المحققین علامہ الحاج محمد حسنین السابقی النجفی

صدر مجلس عمل علماء شیعہ پاکستان

ناشر

ادارہ جامعۃ الثقلین

احمد پارک خانیوال روڈ ملتان

نام کتاب	رسوم الشیعہ
مولف	علامہ محمد حسنین سابقی نجفی
سن طباعت	مارچ 1996ء
	دسمبر 2003ء
تعداد	دو ہزار
ناشر	مدرسہ جامعۃ الثقلین ملتان
قیمت	125 روپے

پیش لفظ

بقلم حجۃ الاسلام خطیب العصر علامہ سید آغا علی حسین صاحب قمی نجفی دام ظلہ

"رسم" عربی اصطلاح میں انسان کے ان معمولات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جن پر مموماً" پابندی کی جاتی ہو چاہے ان کا تعلق دینی امور سے ہو یا دنیاوی امور سے جیسا کہ کشف الغمہ جلد دوم صفحہ ۲۴ پر حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے متعلق منقول ہوا ہے

فمضی ابو الحسن علیہ السلام الی المسجد علی رسمہ

پس امام ابو الحسنؑ اپنے معمول کے مطابق مسجد کی طرف تشریف لے گئے رسم بمعنی طور و طریقہ و معمولات عربی میں استعمال ہوتا ہے رسوم و رسم کے نام سے پہلے بھی عربی زبان میں کئی کتب موجود ہیں جن میں سے بعض کے اسماء ملاحظہ ہوں

(۱) رسوم التعلیم — قاضی عبید اللہ بن احمد رازی متوفی ۳۶۵ھ

(۲) رسم العبادۃ — مرزا عبداللہ آفندی متوفی ۱۱۳۰ھ

(۳) رسم القرآن — عماد الدین علی قاری استر آبادی

اصلاح الرسوم بکلام المعصوم سید محمد مرتضیٰ حسینی جونپوری متوفی ۱۳۳۷ھ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ الذریعہ جلد ۲ ص ۱۷۲ تفصیل دیکھئے

ملاحظہ ہو "الذریعہ فی تصانیف الشیعہ" جلد ۱۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳

لہٰذا "اصلاح الرسوم" نام پر اعتراض بے جا ہے اس نام سے متعدد کتب علماء اہل سنت کی تالیف کردہ بھی مشہور معروف ہیں۔

جوحضرات "رسوم" کے اس مفہوم و استعمال پر معترض ہیں وہ لغوی موارد استعمال سے مطلع نہیں ہیں شریعت اسلامی نے ایسے رسوم و اعمال کی ایجاد کی مخالفت نہیں کی جو شریعت کے قوانین و اصول سے متصادم نہ ہوں اور ان کے نتائج و عواقب میں اسلامی و شرعی مفادات وابستہ ہوں جیسا کہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے

ایما عبد من عباد اللہ سن سنّۃ ھدی کان لہ اجر مثل من عمل بذلک من غیر ان ینقص من اجرھم شئی

(سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ٦٦٥) اللہ کا کوئی بندہ جو کوئی طریقہ و رسم ہدایت ایجاد کرے گا اس کو عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا اور ان کا اجر بھی کم نہ ہوگا مثلاً" نجفی علماء کرام کو بخوبی علم ہے کہ مسجد سہلہ کوفہ میں ہر چہار شنبہ کی شب علماء و صالحین جوق در جوق اعمال بجالانے کے لیے جاتے ہیں حالانکہ کسی حدیث میں ایسا مخصوص حکم وارد نہیں ہوا کہ اس مخصوص دن اور مخصوص وقت میں اس مسجد میں جاکر مخصوص اعمال بجالائے جائیں بلکہ یہ رسم سب سے پہلے نجف اشرف کے بزرگ مجتہد آیۃ اللہ شیخ محمد حسن مصنف جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام متوفی ١٢١٢ھ نے ایجاد فرمائی علامہ طریحی نجفی لکھتے ہیں

سن للناس عادۃ الذھاب الی السھلہ لیلۃ الاربعاء من کل اسبوع

(العتبات المقدسۃ فی الکوفہ صفحہ ١٧٣) انہوں نے لوگوں کے لیے یہ رسم ایجاد فرمائی کہ وہ ہر شب چہار شنبہ مسجد سہلہ جائیں کیونکہ وہ مقام امام مہدیؑ کے نام سے ایک عبادت گاہ موجود ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ امامؑ کا ظہور اسی دن کو ہوگا چنانچہ آج کل یہ رسم اکابر مراجع عظام و علماء صالحین کے معمولات میں داخل ہے اسی طرح وہاں چالیس شبہاءِ چہار شنبہ کا پابندی سے عمل بجالانا جس سے زیارت امامؑ زمانہ کا حصول مجربات میں بیان کیا جاتا ہے یہ بھی علماء و مجتہدین کا بیان کردہ عمل ہے اسی طرح اربعین کی زیارت کے موقعہ پر پاپیادہ چل کر کربلا حاضر

ہونے کی رسم بھی سب سے پہلے آیۃ اللہ علامہ میرزا حسین نوری طبرسی متوفی ١٣٢٠ھ کی ایجاد کردہ ہے جیسا کہ شیخ عباس قمی نے اعلام الشیعہ میں لکھا ہے اور مرحوم کا انتقال بھی اس پیدل سفر میں مریض ہونے کی وجہ سے ہوا مگر یہ رسم اس قدر مقبول ہوئی کہ ہزاروں کی تعداد میں پیدل قافلے جن میں مجتہدین عظام علماء و طلبہ و عوام زائرین پورے عراق سے چل کر آتے تھے اور باوجود صدام حکومت کی پابندی کے اب تک آرہے ہیں مگر کسی نے آج تک اس کو بدعت و حرام قرار نہیں دیا مذہب حقہ اثناء عشریہ کی مذہبی رسوم کی سرپرستی علماء اکابر ہی نے فرمائی ہے اور وہ شریعت کے عین مطابق ہیں یہ ان رسوم ہی کا ثمرہ ہے کہ باوجود تنظیم نہ ہونے کے بھی مذہب ترقی کی طرف گامزن ہے اصلاح الرسوم نامی بدنام زمانہ کتاب جو اس دور میں مذہب حقہ کو سخت نقصان پہنچانے کی غرض سے لکھی گئی ہے ہم نے مجالس و محافل میں اس گہری سازش کے متعلق قوم کو باخبر رکھ کر بیدار کردیا ہے مگر ضرورت تھی کہ اس کتاب کا ایک ٹھوس اور مستحکم علمی دلائل سے آراستہ جواب بھی قوم کے ہاتھوں میں پہنچا دیا جائے تاکہ آئندہ نسل اس کے گمراہ کن اثرات سے محفوظ رہے الحمد اللہ کے محقق جلیل عارف بصیر حجۃ الاسلام علامہ محمد حسین ساجتی نجفی نے اس خلاء کو پورا فرمادیا ہے چونکہ جناب علامہ ساجتی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے عم محترم مرحوم سید الخطباء قبلہ مولانا سید آغا حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ کے مخلصانہ تعاون کے ساتھ سب سے پہلے فتنۂ تقصیر کے خلاف ١٩٦٨ء میں قدم بڑھایا اور جواہر الاسرار لکھ کر حقیقی شیعہ عقائد کو تحفظ دیا ہمیں امید ہے کہ علم دوست حضرات اس تحقیقی و علمی دستاویز سے خود بھی مستفید ہونگے اور حلقۂ احباب کو اس کے گہرے مطالعہ کا موقعہ دے کر تبلیغ حق کا دائرہ وسیع کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے وما توفیقی الا باللہ و علیہ توکلت والیہ انیب

سید آغا علی حسین قمی بھکر

١١ رمضان المبارک ١٤١٦ھ

فہرست مضامین

باب اول

باب دوم

عقائد کا بیان

باب سوئم

علی ولی اللہ در اذان کے دلائل

مجتہدین ایران و عراق کے فتاوی کے عکس

علے ولی اللہ در اذان کے دلائل

مجتہدین ایران و عراق کے فتاوی کے عکس

باب چہارم

رسوم عزاداری

باب پنجم

باب

باب ہفتم

مرتبہ علی کوثر کوثری علی رضا گل

رغماً لمعاطس قوم یحسبون انھم مصلحون
الا انھم مفسدون ولکن لا یشعرون

خطبہ فدک حضرت زہراء علیہا السلام

ایسے لوگوں کی ناک میں خاک پڑے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اصلاح کرتے ہیں حالانکہ وہ لاشعوری طور پر مفسد ہیں۔

الصراط المستقیم ماضی ج ا ص ۱۷۱

باب ہشتم

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو

انتساب

والدِ گرامی

سرکار حجۃ الاسلام تقدس مآب

علامہ عبدالعلی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ

کے نام

جن کی صحبت کے بیش بہا لمحات،

جن سے شرفِ تلمذ کی برکات،

جن کی پاکیزہ تربیت، تبحرِ علمی

اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے بارے میں ان کے محققانہ و بلند پایہ اعتقادات نے

اس حقیر کو اس صلاحیت سے نوازا ـــــ کہ

میں آج

مقصّرین کے خلاف

سیسہ پلائی، آہنی دیوار بن کر نبرد آزما ہوں ـــ!

شاہا: من ار بعرش رسانم سریرِ فضل

مملوکِ آں جنابم و محتاجِ ایں درم

علامہ محمد حسنین السابقی کا تعارف

بقلم فاضل جلیل مولانا شیخ نذر عباس حیدری

پرنسپل مدرستہ الامام الحسینؑ گڑھ مہاراجہ

بہت ہی کم شخصیات دیکھی ہیں جن کو شہرت کا حرص نہیں ہوتا اور وہ بیش بہار گوہر آبدار کی طرف معاشرے کے سمندر کی تہہ میں رہتے ہوئے اس عالم ناپائیدار سے گزر جاتی ہیں یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس کی جتنی شہرت ہو وہ اتنا صاحب صلاحیت بھی ہو بلکہ بعض اوقات معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے جیسا کہ شافعی کا شعر ہے

اما تری البحر تعلو فوقہ جیف
وتستقر باعلے قعرہ الدرر

مجھے اصلاح الرسوم میں جناب ڈھکو صاحب کی ان غیر اخلاقی طنزوں پر سخت تعجب ہوا جو انہوں نے علامہ سابقی صاحب پر کی ہیں اس لئے میں نے ضرور سمجھا کہ قارئین پر یہ حقائق واضح کردوں کہ کیچڑ اچھالنے والے اپنی ہی بدنامی مول لیتے ہیں کسی کے تھوکے سے آسمان پر داغ نہیں پڑجاتا۔ بہت کم لوگ ہیں جو علامہ محمد حسنین السابقی کی شخصیت اور حالات سے واقف ہیں۔

ولادت و تربیت

علامہ محمد حسنین سابقی کا تعلق اس بلوچ خاندان سے ہے جن کے مورث اعلیٰ سابق بن ذریات حاکم ہرات افغانستان تھے اور آج بھی ہرات میں ان کا مقبرہ موجود ہے آپ کا آبائی وطن اب بھی ضلع جھنگ میں کوٹ بہادر کے قریب موضع سابقی کے نام سے مشہور ہے اگرچہ ایک سوا صدی سے یہ خاندان ڈیرہ اسماعیل خان ہجرت کرگیا تھا اسی وجہ سے آپ اپنی آبائی نسبت سے سابقی کہلاتے

ہیں آپ کے والد عظیم علامہ جلیل عبدالعلی صاحب قبلہ مرحوم و مغفور بھی بڑے
جلیل القدر عالم تھے۔ جو ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور سرکار استاد العلماء علامہ محمد باقر
صاحب آف چکڑالہ کے سب سے اولین شاگرد تھے ان کے سایہ عاطفت میں تربیت
پائی اور ان سے دروس سطحیات پڑھ کر لکھنؤ تشریف لے گئے وہ وہاں علامہ مفتی
جعفر حسین مرحوم اور علامہ مفتی عنایت علی شاہ آف شاہ گردیز ملتان کے ہم درس
تھے ان کا زیادہ تبلیغی مقاصد کے لئے قیام پہلے مدرسہ بدھ رجانہ میں رہا پھر علامہ محمد
باقرؒ صاحب کی خواہش پر تہ گنگ ضلع چکوال تشریف لے گئے وہاں کافی خاندانوں کو
مذہب حقہ اثناء عشریہ کی راہ دکھائی پھر ان کا آخری دور خیر پور میرس سندھ میں
گزرا جہاں ریاست کی سب سے بڑی جامع مسجد کے خطیب اور مدرسہ عالیہ سلطان
المدارس کے مدرس رہے اور ۱۹۶۴ء ۱۸ فروری کو بھکر میں انتقال فرمایا اور بھکر
میں ہی دفن ہوئے۔

ان کے سب سے چھوٹے فرزند علامہ محمد حسنین سابقی ہیں جن کی ولادت
۸ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ بمطابق یکم اگست ۱۹۴۶ء تہ گنگ میں ہوئی اور ۱۹۵۷ء میں
انہوں نے خیر پور میرس میں مدرسہ سلطان المدارس میں داخلہ لیا ۱۹۶۳ء میں فاضل
عربی کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا اور پھر اسی مدرسہ میں مدرس رہے پھر کچھ
عرصہ دارالعلوم محمدیہ میں اور کچھ عرصہ جامعہ الغدیر احمد پور سیال جھنگ میں
تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے سب سے پہلی تصنیف جواہر الاسرار جو مدرسہ
دارالعلوم محمدیہ میں ہی تالیف فرمائی اور ۱۹۶۹ء میں طبع ہوئی ۱۹۷۲ء میں نجف
اشرف تشریف لے گئے اور وہاں انہوں نے دو عربی کتابیں مرقد العقیلہ زینب اور
العقد المنظوم فی رد عقد ام کلثوم تالیف کیں اور مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے کسب
فیض فرمایا۔

۱۔ سرکار آقا شیخ محمد علی مدرس افغانی
۲۔ سرکار آقا شیخ محمد عیسیٰ قاسمی افغانی
۳۔ سرکار آقا شیخ محمد اشرفی شہرودی
۴۔ سرکار آقا شیخ عباس قوچانی نجفی
۵۔ سرکار آقا شیخ ابراہیم جناتی شہرودی
۶۔ سرکار آقا شیخ محمد تقی آل شیخ راضی
۷۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد باقر الصدر مرحوم
۸۔ سرکار آیۃ اللہ سید ابراہیم موسوی زنجانی دام ظلہ
۹۔ سرکار آیۃ اللہ سید جمال الدین فرزند آقائے خوئی مرحوم
۱۰۔ سرکار آقائے سید حبیب تربتی مشہدی
۱۱۔ سرکار آیۃ اللہ سید محمد شہرودی نجفی

۱۹۷۵ء میں حوزہ علمیہ کے حالات عراقی حکومت کی اسلام دشمن
پالیسیوں کی وجہ سے ابتر ہوگئے تو آپ پاکستان واپس تشریف لے آئے اور مدرسہ
باب العلوم ملتان کے مدرس اعلی کے طور پر تعینات ہوئے پھر ۱۹۸۱ء میں مدرسہ
جامعہ الثقلین ملتان کی بنیاد رکھی اور اس وقت سے مسلسل اسی مدرسہ میں دینی
خدمات انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند پایہ ذہن عطا فرمایا آپ کا
مطالعہ اس قدر وسیع ہے کہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل مرحوم جیسے علماء بھی اس کا
اعتراف کرتے تھے ۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء میں علامہ محمد بشیر مرحوم جیسے مجتہد واعظ نے
مدرسہ باب العلوم میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی زندگی کے آخری
دور میں ہوں کسی وقت بھی داعی اجل کو لبیک کہہ جاؤں گا میں اعلان کرتا ہوں کہ
میرے بعد صحیح عقائد اور علوم محمد و آل محمدؐ کے ترجمان علامہ محمد حسنین السابقی ہیں
قوم دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرے اور ان کے وجود کو اللہ تعالیٰ کی نعمت
سمجھے چنانچہ ان کے بعد سرکار علامہ مرزا یوسف حسین علامہ آغا سید ضمیر الحسن نجفی
بھی ہمیشہ ان کا بہت احترام فرماتے تھے اور فتنہ مقصرین میں سب نے مل کر کام کیا
اور قوم کو وہابی یلغار سے محفوظ رکھا۔

علامہ سابقی نجفی پر سرکار امام زمانہ کی خصوصی عنایت "اور علم و معرفت کی قدردانی"

نجف اشرف
۱۳۹۴ھ میں جبکہ استاذی المکرم علامہ سابقی صاحب نجف اشرف
میں تھے تو زائرین پاکستان کا پانچ بسوں پر مشتمل بڑا قافلہ زیارات کے لیے
عراق پہنچا یہ ۵ شوال ۱۳۹۴ھ کا واقعہ ہے کہ علامہ سابقی صاحب اور علامہ سید آغا
علی حسین قمی اس قافلہ والوں کو زیارات کی رہنمائی کے لیے ان کے ہمراہ سامراء
تشریف لے گئے اس تاریخ کو شب جمعہ تھی زائرین کی طرف سے حرم مطہر امام حسن
عسکری علیہ السلام میں ضریح مقدس کے پاس مجلس عزاء کا اہتمام کیا گیا جس میں
قبلہ آغا قمی صاحب نے بھی خطاب فرمایا آخری خطاب علامہ سابقی صاحب کا تھا اور
مصائب کی وجہ سے گریہ و زاری سے حرم مین کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی
مومنین کرام ضریحات مقدسہ کو گھیرے میں لے کر پرسہ دے رہے تھے کہ علی پور
ضلع مظفرگڑھ کی ایک زائرہ خاتون سردی کے موسم کے باوجود پسینہ سے شرابور
ہو کر ہیبت سے بے خود ہو کر کانپ رہی تھی اس نے رو رو کر یہ واقعہ زائرین کو بتلایا
کہ جب علامہ صاحب مصائب پڑھ رہے تھے تو اچانک میری نگاہ ضریح کی طرف
پڑی میں نے دیکھا کہ کوئی بزرگ شخصیت قبر مبارک سے متصل تلاوت کلام پاک
میں معروف ہے اور مجھے فرمایا اے زائرہ ادھر مت دیکھ عالم کی تقریر کی طرف متوجہ
ہو اور سن وہ کیا فرما رہے ہیں پھر وہ اچانک نظروں سے غائب ہو گئے یہ واقعہ سن کر
کئی گھنٹے زائرین بلند آواز سے زار و قطار روتے رہے آج بھی اس اس قافلہ میں
شریک لوگ جو ضلع مظفرگڑھ ضلع بہاولپور، ضلع خانیوال ضلع ملتان اور ضلع وہاڑی
سے تعلق رکھتے ہیں اور سید کرامت حسین شاہ آف شاہی بھکر کے زیر قیادت اس
قافلہ میں عراق گئے تھے جب علامہ سابقی صاحب سے ملتے ہیں تو اس واقعہ کا
خصوصی طور پر تذکرہ کرتے ہیں یہ واقعہ جس کے عینی شاہد دو معروف علماء علامہ
سید آغا علی حسین قمی اور مولانا سید شبیر حسین شیرازی موجود ہیں اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ علامہ محمد حسنین سابقی کے عقائد عالیہ اور ان کی علمی تحقیقات علیہ پر
سرکار امام ولی العصر عجل اللہ فرجہ کی تائید اور خصوصی عنایت ہے۔

علامہ سابقی کی علمی صلاحیت

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ بہت کم نابغہ روزگار علماء دیکھے
گئے ہیں جو کہ گوشہ عزلت پسند اور شوق شہرت سے دوری کو ترجیح دیتے ہیں مجھے
استاذ العلماء سرکار آیت اللہ سید ابراہیم زنجانی نجفی امام الجماعت حرم امیر المومنین
نجف اشرف کی ایک تحریر پڑھ کر حیرت ہوئی جس میں انہوں نے جناب علامہ سابقی
صاحب کے بارے میں ان کو ایک خط میں تحریر فرمایا۔ حیف است کہ جائے فاضل
مثل شما در لبنان یا بعضے بلاد عربیہ بود تا کتابہای نو بلیہد استعداد کہ شما دارید مردم
پاکستان متوجہ نیستند کما اینکہ شاعر عربی در حق پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفتہ
لو کان للمرء من عز و مکرمۃ فی دارہ لم یہاجر سید الرسل (خط
مرسلہ ۳ محرم ۱۴۰۱ھ)
حیف ہے کہ آپ جیسے فاضل کو تو لبنان یا کسی عرب ملک میں ہونا چاہیے تھا تاکہ
وہاں علمی کتب تصنیف فرماتے جو استعداد و قابلیت آپ رکھتے ہیں اہل پاکستان اس
سے بے خبر ہیں جیسا کہ عربی شاعر نے آنحضرت پیغمبر اکرم کے بارے میں کہا ہے۔
اگر انسان کے لئے وطن میں رہنا ہی باعث عزت و اکرام ہوتا تو
سید الانبیاء و المرسلین مکہ مکرمہ سے ہجرت نہ فرماتے

علوم دینی اور عربی ادب پر دسترس

علامہ سابقی صاحب کو خداداد صلاحیت کی بناء پر عربی ادب پر خصوصی

دسترس حاصل ہے وہ عربی زبان کے بہترین نثر نگار شاعر اور مفکر ہیں انہوں نے مزار حضرت زینب الکبری علیہا السلام کی تحقیق پر جو عربی میں کتاب نجف اشرف میں تصنیف فرمائی تھی وہ ۱۹۷۸ء میں بیروت سے شائع ہوئی اس پر نجف اشرف کے علماء و محققین نے تقریظات تحریر فرمائیں سرکار آیۃ اللہ زنجانی مجتہد العصر حال زینبیہ دمشق شام نے اپنی کتاب جولتہ فی الاماکن المقدسہ صفحہ ۱۵۸ طبع بیروت میں فرمایا ہے۔

لا یخفے ان مشهد قبر زینب بقریه راویة الشام من المشهورات القویته و ثبت وجود قبرها الشریف فے القرن الثانی کما ذکر العلامته الجلیل الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی الباکستانی فے کتابه الجلیل مرقد زینب المطبوع فے بیروت وهو احسن کتاب فے تاریخ مرقد زینب فراجع الیه و طالع (عکس ص۱۱)

مخفی نہ رہے کہ راویہ نام بستی شام میں جناب زینب کا مزار مقدس مشہورات قویہ میں سے ہے اور اس کی شہرت دوسری صدی سے مشہور چلی آرہی ہے جیسا کہ جلیل جلیل شیخ محمد حسنین سابقی نجفی پاکستانی نے اپنی کتاب مرقد زینبؑ میں ثابت کیا ہے جو کہ بیروت سے طبع ہو چکی ہے یہ اس موضوع پر سب سے بہترین کتاب ہے اس کی طرف رجوع کریں اور اس کا مطالعہ کریں اسی حقیقت کو بیروت کے حزب الوحدہ کے جریدہ الوحدۃ نے بھی شمارہ ربیع الاول ۱۹۸۹ء میں علامہ سابقی کے حوالہ سے تفصیل سے لکھا ہے ملاحظہ ہو رسالہ مذکورہ صفحہ ۵۲ تا ۵۵ مقالہ الاستاد نادی محمد دمشق شام گویا علامہ سابقی واحد پاکستان شیعہ عالم ہیں جن کی قابلیت کی گونج عرب ممالک کے مراکز علم میں گونجی ہے اور ان کی تحقیق کو تسلیم کیا گیا ہے ۱۹۷۳ء میں جب سرکار آیۃ اللہ سید محمود شہرودی کا انتقال ہوا اور پاکستانی طلبہ کی طرف سے مسجد ہندی نجف اشرف میں ان کی مجلس ترحیم رکھی گئی تھی اس پر ہجوم مجلس میں عراقی باشندوں کی کثرت نے شرکت کی اور بالخصوص سرکار امام خمینی سرکار آقائے

فضل زيارة مرقد زينب الكبرى (ع)

كلمة النبي الأعظم ﷺ لعلي :

« يا أبا الحسن إن الله تعالى قد جعل قبرك وقبور ولدك بقعة من بقاع الجن
وعرصة من عرصاتها وإن الله جعل قلوب نجباء من خلقه وصفوة من عباده تحن
إليكم وتحتمل الأذى والمذلة فيعمرون قبوركم ويكثرون من زيارتها تقرباً منهم
الى الله ومودة منهم لرسوله أولئك يا علي المخصوصون بشفاعتي الواردون حوضي
وهم زواري غداً في الجنة ، يا علي من عمّر قبوركم وتعاهدها فكأنما أعان سليمان
ابن داود على بناء بيت المقدس ومن زار قبوركم عدل ذلك ثواب سبعين حجة بعد
حجة الإسلام » (فرحة الغري تأليف السيد غياث الدين ابن طاوس ص ٧٧) .

مرقد زينب بنت أمير المؤمنين عليه السلام في راوية الشام معروف منذ ألف سنة

لا يخفى على القارىء الكريم أن مشهد قبر زينب بقرية راوية الشام من
المشهورات القوية وثبت وجود قبرها الشريف وشهرته في القرن الثاني كما ذكر
العلامة الجليل الشيخ محمد حسنين السابقي النجفي الباكستاني في كتابه الجليل
مرقد زينب الكبرى المطبوع في مؤسسة الأعلمي في بيروت لبنان سنة ١٣٩٩هـ
وهو أحسن كتاب في تاريخ مرقد زينب (ع) فراجع إليه وطالع .

زيارة السيدة نفيسة قبر زينب (ع)

وزارت قبر ومرقد زينب الكبرى السيدة نفيسة زوجة إسحاق المؤتمن
ابن الامام جعفر الصادق عليه السلام سنة ١٩٣هـ كما ذكره مترجموا السيدة نفيسة
المتوفاة في القاهرة مصر سنة ٢٠٨ هـ .

وأول من بنى على قبرها هو عبيدالله بن السري بن الحكم أمير مصر ، وفي سنة
٤٨٢هـ المطابق ١٠٨٩هـ أمر الخليفة الفاطمي المستنصر بالله بتجديد الضريح
وسيأتي بيانه إن شاء الله

سید ابو القاسم خوئی سرکار آقائے سید شہید باقر الصدر اور اکثر مجتہدین نجف اشرف
کی موجودگی میں علامہ ساجتی نے اپنا عربی مرثیہ رقت آمیز انداز سے پڑھا:

مرثیہ عربی بیاد حضرت آیہ اللہ العظمے سید محمود شہروری نجفی مرحوم تعزیت

برائے آیتہ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم موسوی خوئی مرحوم

جو علامہ ساجتی نے شب جمعہ ۲۵ شعبان ۱۳۹۴ھ کو مسجد ہندی نجف اشرف عراق میں امام خمینیؒ تمائے سید محمد باقر الصدرؒ شہید اور سرکار آقائے سید ابوالقاسمؒ خوئی کی موجودگی نیں علماء و مجتہدین و مومنین عراق و ایران کے بھرے مجمع میں پڑھا اور داد تحسین وصول کی یہ عربی ادب کا بہترین موقع اور اعلے شاہکار ہے

للشریعته نکست اعلا مها
ما للهداية كيف هد مقا مها
ما للمساجد سودت اسنا رها
ما للمدارس عطلت احکا مها
ما للمشا ئخ اذ بکوا لرزیتہ
نزلت فشب الی القلوب ضرا مها

وقوا عد الدین الحنیف تصدعت
لمصیبة بلغ السماء ظلا مها
لله ایه نکبة حلت بنا
فا لحوزة العصماء حل نظا مها
من هد قبة مجدها لما هوت
فتزلزلت إثرا لهوی دعا مها

الله اکبر ای بدر خرعن
افق المعا رف حیث طأ طأ ها مها
الیوم غا ضت ابحر العلم التی
عم البریه با لهدی إنعا مها

الناس حیری والعیون سواجم   لرزیة طاشت لها احلا مها
حملوا علی الاکناف سنة احمد   لا ذت بطیب ظلها اقوا مها
اآبا علی کنت محمود النقی   بخصائل شأت النجوم کرا مها
بکم الشریعة اثمرت اشجارها   بکم استبان حلالها وحرامها
بکم استنارت للعلوم رموزها   اعییت بحل عویصها افهامها

یاراحلا عنا وخلف خلوه   قدصار یخترم القلوب ضرامها

الیوم نامت اعین بک لم تنم   فتسهدت اخری فعز منامها
لله لوعات الاسی قد صدعت   قلب (الحسین) اذ اطلهم قتامها
وتری (علیاً) باکیا لرزیة   ایلدی القضاء جرت بها اقلامها

قد هد قلب محمد تبریحها   ولواعج الاحزان طال زحامها
وامامنا الخوئی امسی واجداً   والعین یهمی وبلها ورهامها
ومصیبة الاحزان شل سواعد   فلتخش معضلة الخطوب عظامها

ابا جمال الدین انک مفجع   لفجیعة شحت القلوب سهامها
الشفیق محمود الخصال وخلقه   بکما از دهت لغرینا ایامها

ولنا تشحت اقدامها ترفرفت   اعلامها وتجلت اعوامها
فحریت خیراً عن اخ لک ناصح   کیمینک البیضاء عز فصامها
یا مستجار الشرع ان غاث الملا   انت الزعیم وللغری امامها

فیہ ریاض اللین تعبق دائماً   تحکی الجنان وقد زکت آکامھا

قد اینعت اثمارھا ونفتحت   ازھارٌ ھَاوتلألأت آکمامھا

سمت الشریعۃ من جھود کم علت   ھام السھاوبکم زھت اعلامھا

فالحوزہ العلیاقد افتخرت بکم   وبکم ترقّعَ فی النوادی ھامھا

ان نعتصم بک عند کل ملمۃ   فلاء نت من ریب الزمان عصامھا

بک شیدت ارکانھا وبک   از دھی ایوانھا والیک صار زمامھا

یاکعبۃ الاعلام عزمقامھا   فالیک تز دَلِفُ الحجیجُ کرامھا

وبابک ازلفت لنیل ھدایۃ   فی اللّین او لزیارہ تعنامھا

از عیم ابقاک الھیمن للوری   ببقیک صرف شؤنھا ونظامھا

عزنیکم لرزیۃ قد زعزعت   لحوانحی فتوھجت آلامھا

ھاکم رثاء مفجعہ للسابقی   بقرائض بالمسک کان ختامھا

یہ مرثیہ اس قدر مقبول و پسندیدہ قرار دیا گیا کہ بغداد کے مشہور علماء و ادباء سید عبدالستار حسنی سید محمد جودۃ کاظم قزوینی نے ان کی نقول حاصل کیں یہ پہلا موقعہ تھا کہ اکابر مجتہدین عظام کی موجودگی میں جناب علامہ ساجتی نے عربی مرثیہ پڑھ کر پاکستان کا سر فخر سے بلند کیا اور علامہ سید ساجد علی نقوی کی فرمائش پر علامہ ساجتی نے ہی عربی نوحہ لکھا جس کو پڑھتے ہوئے پنجابی طلبہ کا دستہ ماتم کرتے ہوئے مسجد

ہندی میں وارد ہوا جس کا مطلع تھا

فقد کم قدھدارکان الھدی

نجف اشرف کی سرزمین پر پنجاب و پاکستان کے اس اعزاز کا کریڈٹ بھی علامہ ساجتی ہی کو جاتا ہے۔

علمی و تحقیقی مقام

جب اصول الشریعہ کا پہلا ایڈیشن طبع ہوا تو اس کا سب سے پہلا تحقیقی جواب جواہر الاسرار کی صورت میں دیا جب ان کی عمر اس وقت صرف بائیس برس کی تھی علامہ جلیل مجتہد بصیر حجتہ الاسلام محمد بشیر صاحب مرحوم نے حقائق الوسائط جلد دوم صفحہ ۲۱ پر اس کتاب پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

اگر ناظرین کرام سیر حاصل اطلاع کے متمنی ہیں تو میں خصوصیت کے ساتھ التماس کرونگا کہ وہ جناب مولانا محمد حسنین ساجتی سلمہ اللہ کی کتاب جواہر الاسرار کا ضرور مطالعہ فرمائیں یہ کتاب قائلین وحدت نوع کی کتاب اصول الشریعہ کا بہترین اور مسکت جواب ہے جس میں تمام موجودہ اختلافی مسائل پر اطمینان بخش تبصرہ ہے اور اصول الشریعہ کے ہر بات کا مکمل اور مبرھن جواب دیا گیا ہے۔

علمی و تحقیقی تعاون پر

علامہ ڈھکو کا علامہ ساجقی کے لئے اظہار تشکر

۱۹۶۷ء میں علامہ محمد حسین ڈھکو نے جب اپنی کتاب اثبات الامامت طبع کرانے کا عزم کیا تو اس کتاب میں پیش کردہ اکثر عبارتیں بلا حوالہ تھیں اور کئی مباحث تشنہ تکمیل تھے انہوں نے علامہ ساجقی سے گذارش کی کہ وہ اس کتاب کے مسودہ کی تکمیل میں ان کی مدد کریں اور عبارات و احادیث کے حوالے تلاش کرکے ان کی نشاندھی کریں چنانچہ ۱۹۶۸ء میں جب کہ علامہ ساجقی مدرسہ دارالعلوم محمدیہ میں مدرس تھے انہوں نے کمال خلوص سے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو پائیہ تکمیل تک پہنچایا چنانچہ اثبات الامامت کے پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۳۳۵ میں ڈھکو صاحب نے یہ الفاظ لکھے "اسی طرح ناشکری ہوگی کہ اس سلسلہ میں اپنے عزیز فاضل مولانا مولوی محمد حسنین الساجقی مدرس دارالعلوم کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنھوں نے اس کتاب کے بعض مفید اضافہ جات اور حوالہ جات کی تلاش و جستجو میں کافی عرق ریزی سے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے" اگرچہ انہوں نے کمال ناشکری کے ساتھ بعد کے ایڈیشنوں میں سے یہ عبارت حذف کردی ہے بہرکیف اس سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اگر علامہ ساجقی علمی طور پر بحثی مشکل تھے جیسا کہ ڈھکو صاحب نے اصلاح الرسوم میں لکھا ہے تو ان کو اس کتاب کے اضافہ جات اور تلاش حوالہ جات میں علامہ ساجقی کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت کیوں درپیش آئی جبکہ مدرسہ میں دوسرے بھی فاضل ترین مدرسین موجود تھے ہاں مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ (اصل کتاب کا عکس ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

[illegible]

کتاب مستطاب

اثبات الامامت

تصنیف لطیف

ثقۃ الاسلام مولانا محمد حسین صاحب مبلغ مجتہد العصر پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا

خاتمۂ کتاب در تقاریظ کتاب

[illegible] ... اسی طرح ناشکری ہوگی اگر اس سلسلہ میں اپنے عزیز فاضل مولانا مولوی محمد حسنین الساجقی مدرس دارالعلوم محمدیہ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے اس کتاب کے بعض مفید اضافہ جات اور حوالہ جات کی تلاش و جستجو میں کافی عرق ریزی سے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے ... [illegible]

عکس کتاب [illegible]

لبنان کے سابق وزیر تعلیم کے تاثرات

لبنان کے سابق وزیر تعلیم جناب سید حسن الامین جب ۱۹۶۷ء میں

سرگودھا تشریف لائے تو مدرسہ دار العلوم محمدیہ کی انتظامیہ کی جانب سے علامہ محمد حسنین سابقی کو ان کی ترجمانی کے فرائض سونپے گئے حالانکہ علامہ اس وقت عراق تشریف نہیں لے گئے تھے ڈاکٹر سید ابوالحسن مرحوم کی رہائش پر ساری رات دانشوران سرگودھا کے ساتھ علمی و سیاسی تبادلہ خیال ہوتا رہا اور علامہ سابقی ان کے درمیان ترجمانی فرماتے رہے جب علامہ سابقی ۱۹۷۲ء میں نجف اشرف عراق تشریف لے گئے تو وہاں انہیں ڈاکٹر سید حسن الامین نے بیروت سے خط لکھا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا

کیف انساک وانسی تلک الایام و اللیالی التی انقضت فی سرگودھا فی منزل الدکتور السید ابو الحسن وفی غیر منزلہ وما لقینہ منک من معنویۃ فی الترجمۃ اننی فیما اعرفہ فیک من مزایا لاعقد دراستک آمالا کثیرۃ و ستعود انشاء اللہ الی الباکستان بعلم غزیر و معرفہ واسعۃ

(مکتوب ۸ رمضان ۱۳۹۳ھ) میں آپ کو کس طرح بھول سکتا ہوں اور خصوصاً" وہ دن اور راتیں جو سرگودھا میں ڈاکٹر سید ابوالحسن کے گھر میں اور دوسرے مقام پر اور جو آپ کے فرائض ترجمانی میں میں نے معنویت محسوس کی میرے لئے ناقابل فراموش ہے آپ کے نجف اشرف میں علم حاصل کرنے سے مجھے بہت ہی امیدیں وابستہ ہیں اور جو آپ کی صلاحیتیں میرے علم میں ہیں ان کے مطابق آپ انشاء اللہ نجف سے بہت زیادہ علم اور وسیع معرفت کے خزانے سمیٹ کر واپس پاکستان جائیں گے۔

اکابر مجتہدین کی طرف سے سند اختیارات حاکم شرع و "فقیہ جامع الشرائط"

نجف اشرف کے اکابر مجتہدین عظام نے علامہ سابقی صاحب کو اجازہ وکالت عطا فرمایا جس میں ان کو ان امور حسبیہ کی انجام دہی کا اختیار دیا گیا ہے جن کا تعلق حاکم شرع اور فقیہ جامع الشرائط کے علاوہ کسی سے نہیں ہوتا جیسا کہ ڈھکو صاحب کی قوانین الشریعہ جلد دوم صفحہ ۴۲۸ میں نجم الدین سامرائی کی سند میں اس کا ذکر موجود ہے فقہاء کی اصطلاح میں امور حسبیہ سے مراد وہ موجب اجر و ثواب رفاہی کام ہیں جن پر نظام و مصالح عباد کا دار و مدار ہے مثلاً" اقامت حدود شرعیہ ' تعزیرات ' دفاعی پروگرام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فتوے جاری کرنا شرعی فیصلے کرنا لاوارثوں اور یتیموں کی کفالت کا انتظام کرنا کم سن بچوں اہل جنون مفلسین کے اموال کی حفاظت کرنا گویا جن امور پر احسان و برو معروف کا اطلاق ہوتا ہے وہ امور حسبیہ کے مصداق ہیں جن کا تعلق براہ راست خود مجتہد جامع الشرائط سے ہوتا ہے اور اسی کو اختیار ہوتا ہے وہ کسی ثقہ صاحب علم شخص کو ان کے اختیارات عطا کرے لہذا اس لحاظ سے جناب استاذی المکرم علامہ سابقی صاحب کا علمی مقام ناقابل انکار حقیقت ہے جن اکابر مجتہدین کی طرف سے ان کو یہ وکالت نامہ اور اختیارات حاکم شرع و فقیہ جامع الشرائط تفویض کئے گئے ہیں ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم الموسوی الخوئی نجف اشرف

۲۔ سرکار آیۃ اللہ سید حسین آل بحر العلوم نجف اشرف

۳۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبد اللہ بن محمد طاہر شیرازی مشہد

۴۔ سرکار آیۃ اللہ سید محمد رضا گلپائگانی قم مقدسہ

5- سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ سید عبدالاعلیٰ سبزواری نجف اشرف
6- سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ مرحوم ابو المعالی سید شہاب الدین مرعشی قم
7- سرکار آیتہ اللہ الشیخ علی کاشف الغطاء نجف اشرف
8- سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ الشہید سید محمد باقر الصدر نجف اشرف
9- سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ السید ابراہیم الموسوی الزنجانی دمشق
10- سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ الشیخ میرزا حسن الحائری الاحقاقی کویت
11- سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ مرحوم سید محمد کاظم شریعتمدار قم مقدسہ

لہٰذا محض ذاتی انا اور سستی شہرت کے شوق سے کسی دوسرے صاحب صلاحیت عالم محقق کو رقابت اور حسد کی بھینٹ چڑھا کر نشی مشکل کہہ دینا یہ اہل علم کی زبان نہیں ہے چہ جائیکہ یہ کسی دعویدار اجتہاد کے لئے زیب دیتی ہو۔

ترجمہ اجازہ مبارکہ حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم خوئی مرحوم

بعد از حمد و درود بہ محمد و آل محمد طاہرین ثقتہ الاسلام آقائے شیخ محمد حسنین سابقی دام توفیقہ میری طرف سے ان امور حسبیہ خیریہ کو بجالانے کے مجاز ہیں جو کہ فقیہ جامع الشرائط کی اجازت پر موقوف ہوتے ہیں نیز وہ میری طرف سے امام زکوۃ مظالم نذر مطلق مال مجہول المالک وغیرہ مومنین سے وصول کرنے کے بھی مجاز ہیں اور ان کو اختیار یا جاتا ہے کہ یہ حقوق شرعیہ موصولہ میں سے نصف طلاب مدرسہ وغیرہ پر صرف فرمائیں اور باقی نصف ہمارے وکیل حاجی ک سی ابراہیم کو کراچی پہنچا دیں اور رسید وغیرہ لے کر مالکان کو پہنچائیں میں ان کو تقویٰ اور راہ اختیار پر گامزن رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمام مومنین کو میرا سلام ہو۔

۴ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ   دستخط و مہر سید ابو القاسم خوئی

13 3 99

[illegible]

توثیق و تجدید اجازہ منجانب آیتہ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا گلپاء گانی مرحوم قم مقدسہ (جنہوں نے امام خمینی کی نماز جنازہ پڑھائی)

متن اجازہ مذکورہ میں جو کچھ مرقوم ہے موصوف صاحب اجازہ میری طرف سے بھی ان امور کو بجالانے کے مجاز ہیں

دستخط مہر سید محمد رضا موسوی گلپاء گانی

اجازہ مبارکہ آیتہ اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی از نجف اشرف عراق

بعد از حمد و صلوات اہل ملتان کے مومنین پر مخفی نہ رہے کہ عماد الاعلام الکاملین حجتہ السلام و المسلمین شیخ محمد حسنین سابقی نجفی امور حسبیہ شرعیہ کی بجا آوری کے لئے میری جانب سے وکیل و مجاز ہیں یعنی وہ امور جو شرائط کے مطابق حاکم شریعت کی اجازت سے وابستہ ہوتے ہیں اسی طرح ان کو اجازت ہے کہ وہ حقوق مالیہ شرعیہ سہم سادات سہم امام زکوۃ مال مجہول المالک رد مظالم نذورات و کفارات وصول کریں اور ان کی شرعی مقامات اور طلاب مدرسہ و علوم دینیہ پر صرف کریں اور سہم امام علیہ السلام میں سے نصف اپنی یا مستحقین کی ضروریات پر صرف کر کے باقی نصف حوزہ علمیہ نجف اشرف کے امور کو جاری رکھنے کے لئے ہماری طرف ارسال کریں اور ہم سے رسیدات وصول کر کے مالکان تک پہنچائیں مومنین کرام ان کے وجود شرف کو غنیمت سمجھیں اور ان سے رشد و ہدایت حاصل کریں اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ یہ تقویٰ اور راہ احتیاط سے دامن گیر رہیں ان پر اور جملہ برادران ایمانی پر میرا سلام ہو

نجف اشرف ۲۸ راج ر ۱۳۹۴ھ

دستخط و مہر شریف

عبداللہ بن سید محمد طاہر شیرازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین محمد و عترتہ الطیبین الطاہرین

وبعد: لا یخفی علی اخواننا المؤمنین الکرام من اہالی (ملتان) وفقہم اللہ تعالیٰ الخیرات أن جناب عماد الأعلام الکاملین ثقۃ الاسلام والمسلمین الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی دامت تأییداتہ العالیۃ وکیل عنا ومجاز من قبلنا فی تصدی الأمور الحسبیۃ الشرعیۃ المنوطۃ باجازۃ الحاکم الشرعی الجامع للشرائط وکذلک فی قبض الحقوق الشرعیۃ کسہم السادۃ العظام والزکوٰۃ ومجہول المالک ورد المظالم والنذورات والکفارات وغیرہا وصرف ہذہ الحقوق علی الموارد المنطبقۃ شرعاً وعلی طلاب العلوم الدینیۃ الموجودین ہناک وأما سہم الامام علیہ السلام فانہ یصرف بمقدار النصف منہ لمصارفہ الشخصیۃ ومصارف غیرہ ممن یراہ مستحقاً ویرسل الباقی الینا لادارۃ شؤون الحوزۃ العلمیۃ صانہا اللہ عن الأخطار ومصارف رجال العلم والدین دامت تأییداتہم العالیۃ ویأخذ منا الوصولات ویعطیہا لأصحابہا والمأمول من الأخوان المؤمنین الکرام أن یغتنموا وجودہ الشریف ویسترشدوا بہدیہ وأوصیہ بملازمۃ التقویٰ ومراعاۃ جانب الاحتیاط فانہ سبیل النجاۃ والسلام علیہ وعلی المؤمنین جمیعاً ورحمۃ اللہ

النجف الأشرف ۲۸/رج/۱۳۹۴ھ عبداللہ بن السید محمد طاہر الشیرازی

اجازۂ مبارکہ استاد المجتهدین سرکار آقا سید عبد الاعلیٰ موسوی سبزواری مرحوم نجف اشرف عراق

بعد از درود و سلام عرض ہے کہ عماد الاعلام حجۃ الاسلام و المسلمین آقائے الحاج محمد حسنین سابقی نجفی جو کہ بندگان خداوندی کی ہدایت اور احکام شریعت کی نشر و اشاعت میں جدیت رکھتے ہیں میں مومنین کرام سے ملتمس ہوں کہ وہ ان کا احترام و اکرام کریں اور شرعی مسائل میں ان سے استفادہ کریں ان کو میری جانب سے امور حسبیہ شرعیہ کی نگرانی و انجام دہی کے علاوہ احادیث معتبرہ کی روایت اور حقوق شرعیہ کی وصولی کی اجازت دیتا ہوں اور اس بات کی بھی اجازت دیتا ہوں کہ یہ سہم امام وصول کرکے بقدر ضرورت خود خرچ کریں اور باقی ماندہ یہاں مرکز نجف اشرف کو بھجوائیں اور ان کو زہد و تقویٰ کی وصیت کے ساتھ امیدوار ہوں کہ یہ مجھے دعائے خیر سے فراموش نہ کریں میں بھی ان کو نہ بھولوں گا

دستخط و مہر

نجف اشرف

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ — عبد الاعلیٰ موسوی سبزواری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطیبین الطاہرین واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم اجمعین الی یوم الدین و بعد فجناب مستطاب عماد الاعلام حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج شیخ محمد حسنین السابقی النجفی دامت تائیداتہ جدیت در نشر احکام و ارشاد انام دارند مومنین دامت توفیقاتہم تقدیر و تجلیل از ایشان نمایند و در مسائل ابتلائیہ شرعیہ از ایشان استفادہ فرمایند و معظم لہ مجاز اند از این جانب در نقل احادیث معتبرہ از کتب معتمدہ و در تصدی امور حسبیہ ہم مع الاحتیاطات اللازمۃ و از طرف اینجانب ماذون اند در قبض حقوق شرعیہ و سہم امام مبارک و تصرف بقدر احتیاج و ایصال بقیہ را باینجانب کہ انشاء اللہ در ترویج دین خدا و زیستعال و اولیائہ العظام مصروف شود و اوصیہ بالتقوی و الاحتیاط فی جمیع الحالات و ان لاینسانی من صالح الدعوات کما لا انساہ انشاء اللہ تبارک و تعالی

النجف الاشرف — عبد الاعلی الموسوی السبزواری

۲۴ ع ۲۳
۱۳۹۵

اجازہ مبارکہ حضرت آیتہ اللہ السید حسین بن محمد تقی آل بحرالعلوم جامع الشیخ طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجف اشرف عراق

بعد از حمد و درود بر محمد و آل محمد میرے لئے فخر ہے کہ مجھ سے علم الاعلام ناصر السلام مروج الاحکام سماحۃ الحجۃ المفضال شیخ محمد حسنین سابقی نجفی نے اجازہ کی فرمائش کی ہے اور میں بھی ان کے علمی اور باوثوق مقام کے پیش نظر ان کو تمام امور حسیبہ کو انجام دینے کا اجازہ دیتا ہوں کہ وہ حقوق شرعیہ مالیہ زکوۃ خمس رد مظالم مجہول المالک نذور کفارات اثلاث وصیت لقطات عام خیرات و مبرات کے اموال جن کی بازگشت حاکم شرع سے وابستہ ہوتی ہے وصول کریں اور مقدار ضرورت دینی منصوبوں موسسات خیریہ اعانت فقراء و مساکین پر صرف کریں اور باقی ماندہ رقوم حوزہ علمیہ نجف اشرف کی مادی مضبوطی کے لئے ہمیں ارسال کریں جو کہ معنوی لحاظ سے برکات امیر المومنین علی علیہ السلام سے پہلے ہی مستحکم ہے میں ان سے ملتمس دعا ہوں اور امیدوار ہوں کہ وہ مسئولیت مرجعیت کے قیام میں ہماری مدد کریں گے

نجف اشرف عراق

دستخط و مہر

سید حسین تقی آل بحرالعلوم

یکم شوال ۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین محمد (ص) وعلی آلہ الطیبین الطاہرین

وبعد، فقد استجازنی - ولی الفخر - علم الاعلام، وناصر الاسلام، ومروج الاحکام سماحۃ الحجۃ المفضال والشیخ محمد حسنین السابقی النجفی - حفظہ اللہ ورعاہ - فاجزتہ واذنت لہ فی مزاولۃ جمیع الامور الحسبیۃ - التی ترجع الینا - کما اذنت لہ - بحکم تقتنا بہ ومقامہ العالی - ان یتسلم ہنا جمیع الحقوق الشرعیۃ والمالیۃ من انحاءہا: کالزکوات والاخماس ورد المظالم ومجہول المالک والنذور والکفارات والاثلاث واللقطات، وعامۃ الخیرات والمبرات التی مرجعہا الی الحاکم الشرعی، وقد خولناہ فی صرف ذلک علی نفسہ بمقدار الحاجۃ والکفایۃ، ومن ثم علی المشاریع الدینیۃ، والمؤسسات الخیریۃ، واعالۃ الفقراء والمساکین والارامل والیتامی، واذا امکنہ - بعد ذلک - ارسال شیء الینا لدعم الحوزۃ الدینیۃ فی النجف الاشرف - مادیا - بعد دعمہا المعنوی ببرکۃ الامام امیر المؤمنین - علیہ السلام - واخیرا اسألہ الدعاء فی مظان الاستجابۃ بان یمدنا علی انفسنا بالصبر والثابرۃ علی القیام بمسؤولیۃ المرجعیۃ واعبائہا الثقیلۃ علینا، ونستصلکم رسالتنا العملیۃ "موجز الاحکام باجزائہا الثلاثۃ"، وبعض الکتب والنشرات بواسطۃ الزائرین ان شاء اللہ تعالی، والسلام علیکم وعلی عامۃ المؤمنین - من حولکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

النجف الاشرف العراق

غرۃ شوال ۱۴۱۵ھ

الداعی
الحسین التقی آل بحر العلوم

[مہر]

دینی و شرعی مراکز کی تعمیر

علامہ ساجقی نے پاکستان میں جو خدمات علیہ انجام دی ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہے متعدد دینی مدارس اور تیس سے زیادہ امام بارگاہیں اور مساجد آپ نے تعمیر کرائی ہیں آپ کی تالیف و ترجمہ شدہ کتب مطبوعہ کی تعداد ۶۰ کے قریب ہے یہ آپ ہی کا علمی شاہکار ہے کہ کئی کتب کے فارسی سے عربی سے ترجمے کئے اور کئی کتب کے عربی سے اردو میں ترجمے کئے ناموس صحابہ بل کا علمی جواب جو انسداد فرقہ واریت کا بہترین سدباب ثابت ہوا آپ نے اس کا مسودہ صرف دو دن اور دو راتوں میں فخر قوم جناب آغا مرتضیٰ پویا کے گھر اسلام آباد میں مکمل کیا اور فوٹو اسٹیٹ کرا کے سینکڑوں کی تعداد میں سینیٹ اور قومی اسمبلی میں تقسیم کرائے وہ مسودہ فرقہ واریت اور اس کا سدباب کے نام سے لاہور سے طبع ہوا اور ہر طبقہ سے خراج تحسین وصول پایا سرکار حجت قائم علیہ السلام کے خلاف اعظم طارق کی تقریر کا مدلل جواب برہان الایمان فی معرفۃ صاحب الزمان لکھ کر طبع کرایا ان علمی کارناموں کی قدر و منزلت ان لوگوں کو ہی معلوم ہے جو صاحبان ذوق ہیں۔

علمی تصنیفات

۱۔ جواہر الاسرار جو اصول الشریعہ کا سب سے پہلا جواب منظر عام پر آیا۔

۲۔ مرقد العقیلہ زینب عربی مطبوعہ بیروت

۳۔ العقد المنظوم فی عقد ام کلثوم عربی غیر مطبوعہ

۴۔ شمشیر مسموم فی رد عقد ام کلثوم مطبوعہ فیصل آباد بجواب مولوی محمد صدیق اہل حدیث تاندلوی

۵۔ شہادت ثالثہ دو بار طبع ہوئی۔

۶۔ سیرت نفسہ

۷۔ میزان العقائد

۸۔ زیارت ناحیہ

۹۔ قواعد الشریعہ ۴ جلد

۱۰۔ فرقہ واریت اور اس کا سدباب

۱۱۔ سیرت زینب الکبریٰ زیر طبع

۱۲۔ تاریخ بلال

۱۳۔ تاریخ حوزہ علمیہ نجف اشرف

۱۴۔ متضاد عقائد

۱۵۔ ترجمہ احکام الشیعہ ۲ جلد

۱۶۔ ترجمہ ثالثہ شیعیان فارسی سے عربی

۱۷۔ ترجمہ ولایت از دیدہ گاہ قرآن فارسی سے عربی

۱۸۔ ترجمہ حدیقۃ المتبصرین فارسی سے عربی

۱۹۔ عبقریۃ الشیخ الاوحد عربی مطبوعہ کویت

۲۰۔ مصباح الادیب و مقباس الاریب عربی

۲۱۔ مصباح الہدایۃ عربی سے اردو ترجمہ

۲۲۔ احکام خمس و زکوٰۃ

۲۳۔ برہان الایمان فی معرفۃ صاحب الزمانؑ

ان کے علاوہ متعدد رسائل مقالہ جات پمفلٹ جوابات مسائل کے قلم سے نکلے ہیں ان کی تعداد جملہ ساٹھ کے قریب بنتی ہے یہ بہت بڑا عل ہے جس کی قدر و منزلت سے وہی لوگ باخبر ہیں جو ان مراحل سے گذر آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ استاذی المکرم کو زیادہ سے زیادہ خدم کے لئے موفق فرمائے

نذر عباس حید

۷ فروری ۶

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعلنا من
الشیعۃ الامامیۃ الاثنی عشریۃ وصلی اللہ علی محمد و
آلہ الاطہار سادۃ البریۃ والحجج الالہیۃ ولعنۃ اللہ
علی مناوئیہم و معاندیہم ذوی الطبائع الدنیۃ و منکری
فضائلہم الخفیۃ والجلیۃ اما بعد

اللہ تعالی کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے آمین مہربان دوست مرحوم سید
غلام علی شاہ شیرازی صاحب کو انہوں نے ایک لطیفہ آج سے بیس سال پہلے سنایا تھا
کہ میرے ڈیرے پر ایک دن کوئی شخص ہاتھ میں جھاڑو لئے صفائی کرتا ہوا نظر آیا
جس کو میں نے اپنے ہاں صفائی پر تعینات نہیں کیا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون
ہو اور کس کی اجازت سے یہاں صفائی کر رہے ہو وہ عاجزی و انکساری سے کہنے لگا
حضور میں سیدوں کا ایک ادنی غلام ہوں بس آپ حضرات سادات عظام کی نوکری
کو عبادت سمجھتا ہوں مجھے اس کے خلوص پر شبہ ہوا میں نے اس کی نگرانی شروع کر
دی بعد میں یہ حقیقت واضح ہوئی کہ یہ کوئی عادی چور تھا جو بظاہر جھاڑو اٹھا کر صفائی
کی آڑ لیتا تھا اور در پردہ ڈیرے سے قیمتی چیزیں چرانے کا خواہشمند تھا اور دھر لیا گیا
اسی طرح آج کے مدعیان اصلاح بزرگوں نے بھی اصلاح الرسوم کے جھاڑو ہاتھ
میں لے کر قوم شیعہ کے پر رونق احاطے میں صفائی کا دعوی کر کے خدمت شروع
کر دی ہے اور اسی آڑ میں اذان میں علی ولی اللہ ماتم زنجیر زنی فاتحہ و قل خوانی اور
نہ معلوم کون کون سی قیمتی اشیاء کو چرانے اور شیعوں کو ان سے محروم کرنے کی
سازش کی ہے مگر الحمد للہ کہ مذہب کے نگرانوں نے ان کی چوریاں پکڑ لی ہیں جو
لوگ تیس سال سے شیعوں کے عقائد کی اصلاح کرنے کے نعرے لے کر میدان میں

اترے اور اپنے دعوی اجتہاد سے اپنا رعب و سکہ جمانے کا کام خوب کیا مگر اب حال
یہ ہوا کہ اپنے ساتھیوں نے بھی ان کے خلاف تبرا بازے شروع کر دی ہے اور
اس بزرگ نے اصلاح الرسوم میں قوم کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ بارہ سو
سال سے قوم میں پہلے پیدا ہونے والے کل مجتہدین بدعت نواز بدعتوں کے پشت
پناہ اور حامی رہے ہیں اور قوم بالکل یہودیوں نصرانیوں ہندوؤں کے رسوم و
رواجات کو عبادت سمجھ کر ڈیڑھ صدی سے اپنے ثواب ضائع کر رہی ہے اب میں
ان کو مسلمان کرنے آیا ہوں اگرچہ چند سالوں سے مظلوم شیعہ ایسے ہی سازشوں
کے بچھائے ہوئے جالوں کے رد عمل میں بیرونی جارحیت اور مسلسل قتل و غارت
اور بد امنی کا شکار تھے ہم نے بھی قومی مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے اندرونی
اختلاف سے ہٹ کر بیرونی محاذوں پر قلمی دفاع شروع کر دیا تھا اور ہم پسند نہیں
کرتے تھے کہ ایسے نازک اور پر خطر حالات میں داخلی ماحول میں بد مزگی پیدا ہو مگر
افسوس ہے کہ ایسے خلفشار میں جبکہ قوم ابھی اپنے تازہ شہیدوں کے سوگ میں صف
ماتم پر بیٹھی تھی شیعوں میں داخلی انتشار کی آگ کو بھڑکانے کے لئے کسی سوچی سمجھی
سازش کے ماتحت اصلاح الرسوم کو درمیان میں اچھال کر باہمی جنگ پیدا کرنے کی
کوشش کی گئی گویا سرگرم نظریاتی میدان جنگ میں دشمن کو نیا ہتھیار خود ہمارے
جرنیلوں نے فراہم کر دیا۔ شیعہ دشمن مراکز میں ایک دوسرے کو مبارک باد دی گئی
اور سازش کی کامیابی پر بغلیں بجائی گئیں ہمارے پاس کم و بیش پانچ سو کے قریب
خطوط اور ٹیلیفون آئے کہ آپ اس کا جواب لکھیں ورنہ یہ کتاب عدالتوں اور
اسمبلیوں تک ہمارے خلاف ایک حوالہ اور دستاویز کے طور پر استعمال کی جائے گی
ہم نے بادلِ نخواستہ اس کا جواب لکھ دیا ہے اور عزیزم مولانا نذر عباس حیدری
کیلئے دعا گو ہیں کہ انہوں نے مختلف کتب خانوں سے مطلوبہ کتب فراہم کر دیں اور
طباعت کے مراحل میں باوجود نامساعد حالات اور پریشان حالی کے تگ و دو کی اس

جواب کا اصل مقصد صرف غیر شیعہ حضرات کی حوصلہ شکنی ہے ہم نے اس کتاب
میں سے صرف ان اعتراضات اور طعن و تشنیع کے اقدامات کا جواب دیا ہے جن
کا تعلق براہ راست شیعہ مسلک سے تھا اسی لئے ہم نے اس کا نام (رسوم الشیعہ فی
میزان الشریعہ) رکھا ہے اور ہم اپنے بریلوی بھائیوں سے معذرت خواہ ہیں کہ نام
نہاد شیعہ مجتہد نے بلا وجہ دیو بندیوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے خلاف
الزامات اور بد زبانیوں کے تیر نشتر چلانے کی پہل کی ہے تاکہ شیعوں اور بریلویوں
کے قدیمی اتحاد کو نقب لگا دی جائے تاہم ان کے علماء خود ہی اپنے موقف کا بہتر دفاع
کر سکتے ہیں اور ہم نے اس کتاب میں کم و بیش دو سو سے زیادہ کتب معتبرہ معروفہ
سے قوم کو ایسے نایاب معلومات بھی فراہم کر دیئے ہیں جن کا ابھی عربی سے اردو
میں ترجمہ نہیں ہوا تھا آخر میں اپنے علم دوست طبقہ سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس
کتاب کو ہر شیعہ گھر میں پہنچا کر آنے والی نسلوں کو وہابیوں اور مقصروں کی ریشہ
دوانیوں سے محفوظ کر کے محمد و آل محمد ﷺ کی امانت "علوم حقہ دینیہ" کی
اشاعت میں حصہ دار بن جائیں وما توفیقی الا باللہ وعلیہ
توکلت والیہ انیب

الاحقر
الحاج محمد حسنین السابقی النجفی
۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۴۱۶
مدرسہ جامعہ الثقلین ملتان

اصلاح الرسوم کیوں لکھی گئی

صدیوں سے ہمارا یہ خطہ پاکستان محبت محمد و آل محمد علیہم السلام ک
گہوارا چلا آرہا ہے سنی بریلوی اور شیعہ حضرات مل کر مجالس محرم الحرام و ایا
مسرت میلاد النبیؐ ۱۳ رجب ۳ شعبان نو روز کے جشن مناتے تھے در حقیقت
عزاداری کی کل رونقیں اور سوگواروں کا بے پناہ ہجوم بریلوی اہل سنت کے مخلصان
تعاون کا مرہون منت ہے سب لوگ آنحضرتؐ صلعم کی خلقت نورانی علم غیب حاضر
ناظر استمداد کے مسائل پر متفق تھے شیعوں میں عقائد کے اختلاف کی پہلی چنگاری
حافظ سیف اللہ نے پھینکی پھر اس کو جناب علامہ ڈھکو نے مزید ایندھن فراہم کرکے
شیعوں کو عقائد و قیادت میں دو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ابھی کچھ عرصہ سے ہم
دیکھ رہے ہیں کہ مولوی سمیع الحق کی زیر قیادت شیعہ علماء کو سیاسی ضرورت پڑنے
پر قریب کر لیا گیا اور ایک ہی اسٹیج پر انجمن سپاہ صحابہ کو شیعہ علماء کے ساتھ بٹھانے
کی کوشش کی مگر شیعہ علماء نے محسوس کیا کہ دیو بندی مولویوں کی اکثریت اپنے
مزاج کی وجہ سے ان سے مانوس نظر نہیں آتی کیونکہ ان کو علم ہے کہ شیعہ اکثریت
ہمارے مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے اسی روایت کو توڑنے اور دیوبندی بھائیوں کو
مانوس کرنے کے لئے اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہمیں بریلویوں سے زیادہ دیو
بندیوں سے دلی عقیدت چند مخصوص ذہنوں کی ملی بھگت اور طے شدہ منصوبہ کی وجہ
سے اچانک یہ کتاب تاش کے پتے کی طرح پھینک دی گئی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں
کہ اس کتاب میں مولف نے اپنے سابقہ فتووں کا پینترا اچانک تبدیل کیا اور ساتھ
ساتھ بریلویوں اور شیعوں دونوں کے خلاف تلخ لہجہ استعمال کرتے ہوئے دونوں کو
بدعت پرست بد عقیدہ مشرک ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور فاضل بریلوی
مولانا احمد رضا خان مرحوم کی کتابوں سے ایسا مواد تلاش کر کے پیش کیا گیا ہے کہ جو
دیوبندی مسلک کی تائید کرتا ہو تاکہ بریلویوں اور شیعوں کا قدیمی اتحاد تار تار ہو

جائے اور عزاداری کو نقصان پہنچے کتاب کی چند خصوصیات ملاحظہ ہوں

شیعوں کی زبردست توہین و تذلیل

جہاں مولف نے ۸۳ پر علماء و خطباء شیعہ کو ضال، مضل، جاہل، دین فروش نام نہاد مبلغ کر کے ان کو ننگی گالیاں دی ہیں وہاں مصنف شیعوں کو شیعہ کہنے پر بھی راضی نہیں لگتے بلکہ ان کو محض دعویدار محبت کہہ کر درحقیقت دشمن قرار دیا ہے اصلاح الرسوم ص ۹۶ میں ہے "خاندان رسالت کی محبت و پیروی کے دعویدار بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے" دوسرے مقام پر ص ۱۶۷ پر لکھتے ہیں "اگر ہماری ان جاہلانہ رسموں کو دیکھتے ہوئے دشمنان اہل بیت ہمیں گھوڑا پرست قوم کہتے ہیں تو اس سے ناراض ہونے اور ان پر نزلہ گرانے کی بجائے اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے" یعنی ہمیں یہ نام قبول کرنا چاہئے اور اس سے راضی ہونا چاہئے کہ ہم واقعی گھوڑا پرست قوم ہیں ص ۳۱۳ پر لکھتے ہیں کہ ابن عربی کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک بزرگ کی میں نے زیارت کی ہے جن کو شیعہ خنزیر کی شکل میں نظر آتے ہیں شیخ عبدالقادر کہتے ہیں کہ شیعہ اس امت کے یہودی ہیں حالانکہ اگر یہ اقوال کسی اور کے بھی تھے تو ان کے الفاظ کو اس طرح بھی لکھ سکتے ہیں کہ "انہوں نے شیعوں کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کئے ہیں" پھر پوری کتاب میں جگہ جگہ شیعوں کی رسوم کو ہندوؤں یہودیوں نصرانیوں کی رسوم سے تشبیہ دے کر دیوبندیوں کی آشیر باد حاصل کی ہے جو پہلے ہی شیعہ کافر کافر کے نعرے لگا رہے ہیں تاکہ ان کو اطمینان ہو سکے کہ شیعوں میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو کافی امور و معاملات میں ان سے قریب تر اور موافق ہے

شان رسالتؐ میں گستاخانہ کلمات

اصلاح الرسوم کی زبان از حد گھٹیا ہے مثلاً "ناک کٹنے کی لفظیں اب مہذب معاشرہ میں غیر مستقل ہو چکی ہیں ان کا استعمال دیہاتوں اور غیر تعلیم یافتہ

طبقہ میں محدود ہو کر رہ گیا ہے مگر مولف نے اس لفظ کو کئی جگہ دہرایا ہے حتی کہ سردار دو جہاں والئی کون و مکان حضرت ختمی مرتبت فخر رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی معاف نہیں کیا اور ان گستاخانہ فقروں کو لکھ ڈالا کہ شاید رشدی بھی اس قدر حد سے نہ گزرتا صفحہ ۱۸۸ میں لکھا ہے "اگر شہنشاہ دین و دنیا کی ناک یہ سادہ اور مختصر جہیز دینے سے نہیں کٹی تو ہماری ناک کیوں کٹتی ہے" (استغفر اللہ واتوب الیہ) مسلمان تو آنحضرتؐ کے اعضاء بدن دست مبارک موئے مبارک قدم مبارک کہہ کر ادب سے نام لیتے ہیں مگر ایسا گستاخانہ فقرہ اگر ڈھکو صاحب کے حق میں لکھ دیا جائے تو وہ بھی لکھنے والے کو جاہل بے ادب، ضال مضل کہنے پر مجبور ہو جائیں بہتر تو یہی تھا کہ اس مفہوم کی ادائیگی ان الفاظ سے کر دی جاتی کہ اگر اس قدر سادہ جہیز دینے سے سرکار دوؐ عالم کی عزت و عظمت قدر و منزلت میں فرق نہیں آیا تو ہمیں کس وجہ سے احساس خفت ہونے لگتا ہے"

کتب مخالفین سے حجت قائم کرنے کی کوشش

مصنف نے شیعہ خطباء کو تو یہ مشورہ دیا ہے "کہ مخالفین کی روایات نقل کرنے کی بجائے اپنے پیشوایان دین ائمہؑ ہدی کے فرامین پر اکتفا کریں اصلاح الرسوم ص ۱۴ مگر خود اصلاح الرسوم میں غیروں کے حوالوں سے شیعوں پر حجت قائم کی ہے مثلاً" ص ۱۱۷ پر نماز فریضہ کے بعد مصافحہ کرنا بدعت لکھا ہے مگر ثبوت کے لئے اپنی کتب سے کوئی حدیث پیش کرنے کی بجائے شرح مشکوۃ اور الاعتصام شاطبی کا حوالہ پیش کیا ہے مشاہد مقدسہ کی طرف جنازے منتقل کرنے کو بدعت ثابت کیا ہے مگر کسی معصوم کا فرمان پیش کرنے کی بجائے فتاوی رضویہ کا حوالہ دیا ہے جو شیعوں پر حجت نہیں ہے ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۲۶۱ نیز ہاتھ اٹھا کر سلام کرنے کو یہودی اور نصرانی حضرات کا عمل قرار دیا ہے مگر حوالہ کنزالعمال کا ہے جو

غیروں کی کتاب ہے کوئی قولِ امامؑ پیش نہیں کیا اصلاح الرسوم ۲۹۹ نیز رسم
شبینہ یعنی رات بھر میں قرآن ختم کرنے کو مکروہ لکھا ہے مگر حوالہ دیو بندیوں کے
مولانا اشرف علی تھانوی کی اصلاح الرسوم کا دیا ہے کہ انہوں نے سات دلائل سے
اس کو مکروہ ثابت کیا ہے بلاحظہ ہو اصلاح الرسوم ہذا ص ۲۲۸ یہ بھی دیوبندی
حضرات کو خوش کرنے کی ایک تحریک ہے اور شیعہ قوم کو عملاً" اتباع اہل بیت
اطہارؑ اور تقلید مراجع عظام عراق و ایران کی بجائے دیوبندی حضرات کی تقلید
کرانے کی سازش کی جارہی ہے

اسلامی مذاہب میں باہمی نفرت انگیزی

علماء شیعہ کا فرض یہی ہے کہ وہ دیگر مذاہب کی رسوم کو طعن وطنز کا
نشانہ بنانے کی بجائے اپنی ہی قوم کی ہدایت و راہنمائی کے فرائض انجام دیں یہی وجہ
ہے کہ مصنف نے خطباء واہل منبر اور ذاکرین کو یہی مشورہ دیا ہے " مخالفین کی
روایات نقل کرنے کی بجائے وہ اپنے پیشوایان دینؑ کے فرامین پر اکتفاء کریں اور
اپنی قوم کی اصلاح کریں موسی بدین خود عیسی بدین خود (کتاب ہذا ص ۱۴۱) مگر
انہوں نے اس کتاب میں شیعوں کے ساتھ بریلویوں کو بدعتی اور گمراہ ثابت کرنے
پر پورا زور لگایا ہے بلکہ کئی مقامات پر تورا کشتی کے طور پر دیوبندیوں پر بھی گرجے
برسے ہیں صفحہ ۲۶۴ پر لکھتے ہیں بعض لوگوں کو بزعم خود توحید کی زیادہ پاخ لگ گئی
ہے "ہم نہیں سمجھ سکے کہ پاخ لکھنؤ کی اردو ہے یا دہلی کی تاہم توحید تو شرک کے
مقابلہ میں ایک عقیدہ حق ہے جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے یہ کوئی خارش کی بیماری
نہیں ہے کسی کو زیادہ لگ جائے تاہم یہ عبارت از حد ادب سے گری ہوئی ہے بہر
حال اگر مصنف دیوبندیوں بریلویوں اور شیعوں سب کے مشترکہ مجتہد ہیں اور سب
کے مصلح ہونے کے دعویدار ہیں تو وہ جانے اور ان کا مذہب جانے یہ حقیقت ناقابل
انکار ہے کہ شیعہ قوم پر نازک وقت میں ایسی کتاب لکھنا اتحاد بین المسلمین پر کند

چھری کی طرح خطرناک ہے جس سے باہمی فرقہ واریت اور تفرقہ پردازی اور باہمی
نفرت کا ایک نہ رکنے والا طوفان اٹھ سکتا ہے

مولف کا اپنے فتووں سے تضاد

باعث حیرت ہے کہ مصنف بھی خود ہی فتاوی میں تلون مزاجی اور تضاد کا
شکار ہیں انہوں نے اصلاح الرسوم ص ۱۱۴ پر ثابت کیا ہے کہ مذہب شیعہ خیر
البریہ میں ہر قسم کی بدعت حرام ہے بدعتی لوگ مشرک ہیں ان کے اعمال عبادات
رائیگاں جائیں گے ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے جو بدعتی کے
سامنے مسکرایا اس نے اسلام کی خرابی میں مدد کی بدعت وہ چیز ہے جو آنحضرتؐ کے
بعد ایجاد ہوئی ہو جو شریعت میں وارد نہ ہوئی ہو ہر چیز جس پر بدعت کا اطلاق ہے وہ
حرام ہے جس کو آنحضرتؐ نے ضلالت قرار دے کر پائے استحقار سے ٹھکرا دیا ہے مگر
خود مصنف نے جن باتوں کو اصلاح الرسوم میں بدعت و حرام و گمراہی قرار دے کر
ان کے خلاف جہاد کرنے کا دعوی کیا ہے ان کو قوانین الشریعہ میں مکروہات میں گنا
ہے جس کی تفصیل ملاحظہ ہو

(۱) قوانین الشریعہ جلد اول ص ۱۹۳ میں ہے کہ قبر پر قبہ وبناء (عمارت تعمیر کرنا
نا مکروہ ہے (۲) قبر کو کوہان نما سنم بنانا مکروہ ہے مگر اصلاح الرسوم ص ۲۵۷ میں
لکھا ہے کوہان نما قبر اور قبہ بنانا غلط رسموں میں سے ہے یہودیوں کا شعار ہے (۳)
الصلوۃ خیر من النوم کو اذان کے مکروہات میں شمار کیا ہے قوانین الشریعہ جلد اول ص
۲۱۷ مگر ص ۲۱۸ اور پھر اصلاح الرسوم ص ۹۶ کو بدعت عمر قرار دیا (۴) نماز
میں ہاتھ باندھنا قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۷۰ میں سطر ۴ پر لکھا ہے کہ نماز میں
ہاتھ باندھنے کا عمل مکروہ ہے اور یہی قول وجیہ قول ہے (عربی عبارت) پھر ساتھ
مجوسیوں کا فعل بھی لکھا ہے مگر کیا بدعت اور فعل مجوس مکروہ بھی ہوتا ہے (۵)
اصلاح الرسوم ص ۲۵۸ میں قبروں پر مسجد بنانے اور وہاں عبادات کرنے سے پرہیز

کا مشورہ دیا گیا ہے جبکہ قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۱۲ میں لکھا ہے "ائمہ اطہارؑ کے مشاہد مقدسہ میں نماز پڑھی جائے ان میں نماز پڑھنے کا ثواب بعض مساجد سے زیادہ ہے حضرت امیرؑ کے روضہ اقدس میں نماز دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور حرم سرکار سید الشہداءؑ میں ایک نماز ہزار حج و عمرہ کے برابر ہے اسی طرح انبیاءؑ و اولیاءؑ کے روضات مقدسہ میں نماز پڑھنا مستحب ہے جبکہ اصلاح الرسوم ص ۲۵۸ میں لکھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا میری قبر کو قبلہ و مسجد نہ بناؤ خدا لعنت کرے یہود پر جنھوں نے انبیاءؑ کے قبور کو قبلہ بنا دیا نہ محمدؐ و آل محمدؐ نے خود یہ کام کیا ہے نہ کرنے کی اجازت دی ہے" (۶) اصلاح الرسوم ص ۳۲۸ میں لکھتے ہیں "واجبات پر اجرت لینا تو حرام ہے مگر مستحبات پر بھی اجرت لینا حرام ہے جبکہ قوانین الشریعہ جلد اول ص ۳۹۹ پر کہتے ہیں" اجارہ پر نماز پڑھوانا روزہ رکھوانا جائز ہے اجرت پر میت کی قضا نماز و روزہ کی ادائیگی کرانا جائز ہے" بھلا جس شخص میں اجتہاد میں یہ فیصلہ کرنے کی قوت ہی نہ ہو کہ یہ فعل حرام ہے یا مکروہ کہیں حرام لکھتے ہیں کہیں مکروہ ایسے مجتہد کے فتاویٰ کی کیا علمی قیمت ہو سکتی ہے؟ یہ تبدیلیاں بھی کسی در پردہ سازش کی بناء پر معلوم ہوتی ہیں جو کہ اجتہادی نہیں ہیں بلکہ دیو بندی مولویوں کے ساتھ طے شدہ منصوبے کی تکمیل ہیں

مولف کے دعوائے اجتہاد اور اس پر ایک نظر

مولف اصلاح الرسوم کا دعویٰ ہے کہ وہ مجتہد العصر والزمان ہیں کیونکہ ان کے پاس اجتہاد کی ڈگریاں ہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اولاً" تو انہوں نے اپنے انٹرویو میں جو صفدر ڈوگر صاحب نے شائع کیا تھا تسلیم کیا ہے کہ وہ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۰ء چھ سال نجف اشرف رہے ہیں آیا اس دوران انہوں نے کسی مجتہد اعظم کے فقہی دورہ درس خارج کی تقریرات کو عربی یا فارسی میں قلم بند کر کے عراق و ایران یا لبنان سے طبع کرایا؟ یا کسی مرجع اعظم کے سامنے پیش کیا؟ جیسا کہ مرکز میں یہی دستور ہوتا ہے کہ طالب علم اپنے استاد کی فقہی مباحث درس خارج اور تقریرات و تحقیقات کو عربی یا فارسی میں لکھ کر وہاں سے سند اجتہاد لے جیسا کہ ہمارے سامنے دیگر مجتہدین کی مثالیں موجود ہیں ابھی تک ہمارے یا کسی پاکستانی محقق کے علم میں ایسا نہیں آسکا اگر ان کے اجتہاد کی بنیاد صرف وہ اسانید ہیں جو ان کو اساتذہ سے ملی ہیں یا ان کو دلوائی گئی ہیں اور وہ ان کی کتاب قوانین الشریعہ جلد دوم کے آخر میں چھپ چکی ہیں تو گزارش ہے کہ ان اسانید میں آیت اللہ سید محمد جواد تبریزی طباطبائی اور آقائے مستنبط نے ان کو جزوی اجتہاد کی سند دی ہے مگر ان کو بخوبی معلوم ہے کہ سید جواد تبریزی اور مستنبط تشہد میں شہادت ثالثہ کے جواز کے قائل ہیں جیسا کہ ان کے فتویٰ مطبوعہ میں ہے اور انہوں نے اصلاح الرسوم ص ۱۰۳ پر لکھا ہے کہ تشہد میں شہادت ثالثہ کے قائلین گندم نما جو فروش ملاں ہیں جاہل ذاکر ہیں خشی مشکل ہیں اور مجتہد ہی نہیں ہیں" تو حضور جب سند دینے والے کو خود ہی مجتہد نہیں مانتے بلکہ ملاّ دین فروش مانتے ہیں تو ایسے دین فروش کی سند سے ان کا اجتہاد کیسے ثابت ہوا اسی طرح سید ابوالقاسم رشتی کی سند میں بھی جزوی اجتہاد کا تذکرہ ہے آیۃ اللہ سید عبدالکریم زنجانی کے اجازہ میں اجتہاد کا بھی ذکر ہے مگر اس تحریر پر ان کی مہر موجود نہیں ہے لہذا یہ اجازہ مشکوک لگتا ہے آیۃ اللہ سید نجم الدین سامرائی جو کوئی غیر معروف بزرگ تھے ان کے اجازہ میں بھی لفظ درجۃ الاجتہاد میں درجہ واضح طور پر اجازہ کی تحریر سے ملتا جلتا نہیں لگتا صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے قلم سے بعد میں لکھوایا گیا ہے تاہم اگر ان اجازوں کی وجہ سے ہم ان کو مجتہد تسلیم کریں تو ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سرکار ثقۃ الاسلام علامہ محمد بشیر فاتح ٹیکسلا بھی ان کی طرح کے مجتہد العصر والزمان تھے کیونکہ انہوں نے بھی حقائق الوسائط جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ تا ص ۲۰۰ میں اپنے اجازے طبع کرائے ہیں ان کو مندرجہ ذیل مجتہدین نے سند اجتہاد مطلق عطا کی جبکہ وہ خود لکھنؤ کے تعلیم یافتہ تھے نجف اشرف صرف زیارت کے قصد سے تشریف لے

گئے یہ اجازے حقائق الوسائط جلد ۲ میں ملاحظہ ہوں

(۱) علامہ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا" صفحہ ۲۰۰

(۲) علامہ آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی " ۱۹۷

(۳) آیۃ اللہ شیخ ابراہیم رشتی غروی " ۱۹۲

(۴) آیۃ اللہ عبدالحسین رشتی نجفی " ۱۹۰

ان اجازوں کے مطابق تو علامہ محمد بشر انصاری مولف اصلاح الرسوم سے بلند تر اور بہتر اجتہاد کے مالک ثابت ہوتے ہیں پھر ہم ان کو مجتہد العصر والزمان کیوں نہ مان لیں مگر مرحوم کو اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے انہوں نے باوجود چار اکابر مجتہدین کی طرف سے اجازہ اجتہاد رکھنے کے بھی کبھی اپنے آپ کو مجتہد العصر والزمان نہیں کہلوایا نہ لوگوں کو اپنی تقلید پر مجبور کیا نہ مذہب کو کوئی نقصان پہنچایا ہزاروں افراد کو راہ حق دکھائی

مولف کے قیاس پر مبنی فتوے

مولف نے اصلاح الرسوم ص ۱۱ پر ثابت کیا ہے کہ قیاس پر عمل حرام ہے ص ۱۷ پر لکھا ہے کہ ذاتی رائے وقیاس پر عمل کرنے کی مذمت مذہب شیعہ کا طرہ امتیاز ہے فرمان امام جعفر صادق علیہم السلام ہے سب سے پہلے جس نے قیاس پر عمل کیا وہ ابلیس ہے جو قیاس پر عمل کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ شک وشبہ کی وادی میں چکر لگاتا رہے گا مگر اسی کتاب میں انہوں نے خود قیاس کے مطابق فتاوی دیئے ہیں مثلاً" ص ۱۴۰ پر لکھتے ہیں ہر شخص مصلی پر کھڑا ہو کر لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا تو ہر شخص منبر حسینی پر چڑھ کر مجلس بھی نہیں پڑھ سکتا فقہاء کرام کا فیصلہ ہے کہ منبر پر وہی شخص جا سکتا ہے جو مصلی پر نماز پڑھا سکتا ہے کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ پیش نماز کے لئے جو شرائط ہیں وہ مداح اہل بیتؑ کے لئے بھی ہیں؟ یہ کہاں سے ثابت ہے کس امام نے ارشاد فرمایا کن فقہاء نے فیصلہ کیا اگر ایسا تھا تو ائمہ اطہارؑ شعراء

کرام کو منبر پر بٹھا کر ان سے مدحیہ اشعار کیوں سنتے تھے آنحضرتؐ مسجد نبوی میں منبر نصب کروا کر حسان کو کیوں حکم دیتے تھے کہ اس پر کھڑے ہو کر اشعار مفاخرات پڑھو کفار کو جواب دو (الغدیر ۲ ص ۳۳) امام جعفر صادق علیہ السلام پردے کے پیچھے اپنی مستورات کو بٹھا کر شاعر سید حمیری کو کیوں حکم دیتے تھے کہ مصائب کربلا کی نظم سناؤ اور پھر مصائب سن کو خود بھی گریہ وکرتے تھے اور ان کے خانہ اقدس سے گریہ وبکا کی آواز سنائی دیتی تھی الغدیر ۲ ص ۲۳۶ کئی لوگوں نے امام علیہ السلام سے سید حمیری کی شکایت کی کہ ان کا کردار اچھا نہیں ہے مگر امام نے فرمایا اللہ محب علیؑ کے لئے مغفرت فرمائے گا الغدیر ۲ ص ۲۲۰ مصلی اور منبر کا باہمی قیاس بھی مذہب حقہ کے اصول سے ہرگز ہم آہنگ نہیں یہ فتوی بے اساس ہے اسی طرح وہ صفحہ ۱۴۳ اصلاح الرسوم پر لکھتے ہیں " مرد عورت اگرچہ باہم محرم ہوں بیک وقت ایک جگہ اکٹھے نماز نہیں پڑھ سکتے تو ایک ہی جگہ بلا پردہ مجلس کی عبادت کس طرح ادا کر سکتے ہیں پھر قوم کو بے شرم کہہ کر شرم دلانے کی کوشش کی ہے عرض یہ ہے نماز کا مجلس سے باہمی قیاس بالکل خلاف شریعت ہے مجالس میں پردہ قائم کرنا تو سنت ائمہ اطہارؑ ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے مگر وہ صاحب طواف حج کے بارے میں کیا فتوی دیں گے کیا طواف حج یا طواف عمرہ یا طواف مستحب کے وقت خانہ کعبہ کے ارد گرد مردوں کے ساتھ عورتوں کا ہجوم نہیں ہوتا کیا سب حجاج کرام بے شرم ہیں اگر شرعی پردے کا لحاظ کیا جائے تو کوئی بھی عورت جو مجلس میں ہوتی ہے بے پردہ نہیں ہوتی تاہم فقہ جعفریہ میں نماز اور مجلس کے احکام ایک جیسے نہیں ہیں پھر ص ۱۴۴ پر ارشاد فرماتے ہیں عقلاً" بھی غور کیا جائے تو کسی بھی نقل کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہو بناء بریں مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہے جب اصل میں مینارے نہیں تو اس کی نقل میں کہاں سے آئیں گے یہ قیاس بے اساس تو انتہائی مضحکہ خیز ہے اگر ہر اصل کی نقل بنانا جائز ہو اور نقل کا کمال یہ ہو کہ اصل کے مطابق ہو تو امام بارگاہیں بھی مشاہد مشرفہ کی نقلیں ہو سکتی ہیں پھر اسی کتاب کے صفحہ

۱۵۸ پر یہ لکھنے کا کیا جواز تھا کہ اصلی روضہ ہائے مقدسہ کے اصلی ڈیزائن منگوا کر انہی کے مطابق نقل کو اصل کے سانچے میں ڈھالنے کی کوششیں جاری ہیں پھر بھی گزارش ہے کہ اگر مساجد خانہ کعبہ کی نقل ہیں تو حضرت نے خود ہی قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۱۳ میں یہ فتوی دیا ہے کہ کعبہ کے اندر نماز فریضہ پڑھنا مکروہ ہے آنحضرتؐ نے صرف فتح مکہ کے دن دو رکعت نوافل پڑھیں پھر کبھی واجبی نمازیں نہیں پڑھیں جبکہ مسجد کے اندر تو نماز پڑھنا بے حد ثواب ہوا اصل نقل کی دلیل کا کیا وزن ہے کیا ہم لوگ بھی مساجد پہ کالے غلاف چڑھا کر ان کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیں اور طواف پر ہی اکتفاء کریں؟ جب اجتہاد کمزور ہو تو قیاس بے اساس پر ایسے ہی فتوے صادر نہ ہوں گے تو اور کیا ہو گا ؟

دور حاضر میں چند ضرر رساں دعویداران اجتہاد

اگر ہر دعویدار اجتہاد کا ہر فتوی قوم کے لئے فرمان خداوندی کا درجہ رکھتا ہے اور کسی کو چوں چرا کرنے کی اجازت نہیں تو آیئے ذرا ہم آپ کو دو حاضر کے دو ایرانی عراقی دعویداران اجتہاد سے ملوا دیں اور ان کے فتاوی پر ایک نظر ڈال لیں تاکہ قوم کو علم ہو جائے کہ اجتہاد کی چھتری کے سہارے صادر ہونے والا ہر فتوی قوم کے لئے مفید نہیں ہے

ا۔ سید آغا موسی موسوی

جو سرکار آقا سید ابوالحسن اصفہانی مجتہد اعظم نجف اشرف کے پوتے ہونے کے دعویدار ہیں اور ان کو آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء سے ۱۳۷۱ء کا اجازہ اجتہاد بھی حاصل ہے جو ان کی کتاب مترجم اردو اصلاح شیعہ کے آخر میں طبع ہوا ہے اور اس کتاب کو کسی خفیہ تنظیم نے پندرہ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرایا ہے ان کی کتاب میں کیا ہے باب چہارم میں شیعہ قوم کو غالی مشرک بد عقیدہ قبر پرست ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور شیعہ مذہب کو

بدعات کا مجموعہ قرار دے کر اس کی اصلاح کرنے کا دعوی کیا گیا ہے باب ہفتم میں اذان میں "اشہد ان علیاً ولی اللہ" کی شہادت کی پر زور مخالفت کر کے اس کو بدعت اور حرام ثابت کر کے "الصلوۃ خیر من النوم کو اذان میں "سنت" ثابت کیا گیا ہے ص ۱۸۷ پر لکھتا ہے کہ آج اگر حضرت علیؑ زندہ ہوتے اور مساجد کے میناروں سے اپنا نام سنتے تو شیعوں پر "حد" نافذ کرتے ص ۱۱۶ پر خمس کو کاروباری بدعت اور ناجائز اور بے اصل ٹیکس ثابت کیا گیا ہے اور مجتہدین عظام کی ازحد بے حرمتی اور ہتک کی گئی ہے باب پنجم میں زیارت قبور ائمہؑ کا مذاق اڑایا گیا ہے اور صفحہ ۱۷۶ پر اصلاح الرسوم کی طرح زنجیر زنی کے ماتم کے خلاف خوب زہر اگلا ہے لکھا ہے" کہ نہ معلوم آہنی زنجیروں سے کندھے پیٹنے کا آغاز کب سے ہوا ایران عراق ہند سے انگریزی استعمار کے زمانہ میں کیا گیا ہے انگریزوں نے جاہل شیعوں کی پشت پناہی کی ہے زنجیروں تلواروں خنجروں کے خونی ماتم کی تصویریں انگریزی اخبارات میں چھپتی ہیں" ۱۳۱ پر مذہب شیعہ پر غلو کی تہمت لگائی ہے اور بالکل اصلاح الرسوم کی زبان میں ۱۳۲ص پر لکھا ہے عملی غلو کی وجہ سے نذر نیاز اور براہ راست مدد مانگنے اور شرکیہ اعمال کا سبب بنا ہے" ہم سلفیوں کو مستثنیٰ کرتے ہیں جنہوں نے ان زنجیروں کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی" کیا ہم یہ سب خرافات اس بناء پر قبول کر لیں کہ موسیٰ موسوی چونکہ مجتہد ہے اس کو نجف سے سند اجتہاد ملی ہے لہذا اس کی ہر بات مان لو اور اس کی تقلید کر لو آخر وہ مجتہد بھی ہے اور سرکار آیۃ اللہ سید ابوالحسن اصفہانی جیسے مجتہد اعظم کا پوتا بھی نجفی بھی کیا قوم کو اجازت ہے کہ اس کی تقلید اختیار کرے؟

سید ابوالفضل بن رضا برقعی

ایران کے ایک اور نام نہاد مجتہد جس کو جناب مولف اصلاح الرسوم نے اصول الشریعہ طبع اخیر ص ۱۸۰ میں مجاہد کبیر فاضل جلیل کے القاب سے یاد کیا ہے اور اس کی کتب کے حوالے دیئے ہیں اس نے حال ہی میں اپنی کتاب عرض

اخبار اصول بر قرآن و عقولؒ کے صفحہ اول پر لکھا ہے کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں کہ میں نے عہد جوانی میں مجتہدین دینی و مراجع مذہبی سے تصدیق اجتہاد حاصل کی اور ان کی مرضی کے مطابق میں مجتہد ہوں مگر ساری کتاب میں اس نے عقائد شیعہ کے خلاف زہر فشانی کی ہے حتی کہ ائمہ اثناء عشرؑ عقیدہ امام مہدی علیہ السلام کے خلاف کھل کر لکھا ہے اور لکھا ہے کہ آیت مودت اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی ص ۲۱۶ پر لکھتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ مرتد ہیں جبکہ قرآن نے تمام صحابہ مہاجرین وانصار کی از حد تعریف کی ہے کیا وفات پیغمبرؐ کے وقت یہ سارے قرآنی مدح رکھنے والے صحابہ مرگئے تھے ان تمام صحابہ نے جمع ہو کر اسلام کے تحفظ اور رضا الٰہی کے لئے خلیفہ کا متفقہ طور پر انتخاب کر لیا جو لوگ غصب خلافت کے قائل ہیں وہ غالی ہیں ص ۲۲۹ پر آیۃ تطہیر کے اہل بیتؑ کے متعلق ہونے سے انکار کیا ہے ص ۳۹۶ پر مسئلہ فدک میں جناب سیدہؑ کے موقف کی مخالفت کی ہے ص ۲۰۳ پر لکھا ہے کلینی منکر ختم نبوت تھے معاذ اللہ ۲۳۲ص پر ثابت کیا ہے کہ بارہویں امامؑ کی ولادت ہی نہیں ہوئی ص ۲۳۰ پر واقعہ غدیر خم سے کھل کر انکار کیا ہے اور روایات غدیر کو موضوع و جعلی قرار دیا ہے اور لکھا ہے "من کنت مولاہ والی حدیث" سے حضرت علیؑ کی خلافت ثابت نہیں ہے ص ۲۳۶ پر عصمت اہل بیتؑ کو غلط ثابت کیا ہے "میرا قوم شیعہ سے یہ سوال ہے کہ کیا ہم برقعی کی یہ باتیں دل و جان سے تسلیم کر لیں کہ وہ مجتہد العصر ہیں جو کہتے ہیں صحیح کہتے ہوں گے؟ افسوس ہے کہ خالصی سے لے کر آج تک قوم شیعہ حقیقی و جعلی مجتہد کا فرق نہیں سمجھ سکی اسی لئے تو آقائے شیخ محمد متقی نے ولایت از دیدگاہ مرجعیت ص ۸ ص ۹ طبع قم پر خوب لکھا ہے" استعمار نے شیعوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے خود ساختہ افراد کو آیۃ اللہ وعلامہ کے القاب دے کر مقام دلوا دیا ہے ظاہرا" یہ افراد احکام واصلاح کے لئے کام کرتے نظر آتے ہیں مگر در پردہ شیعوں کو وہابیت پر قربان کرتے جا رہے ہیں" یہ لوگ اندر سے شیعہ نہیں صرف ان کے

چہروں پر شیعیت کے ماسک چڑھے ہوئے ہیں

اصلاح الرسوم کے اصلاحی پہلو پر ایک نظر

ہر قوم میں اخلاقی نقائص یا رسمی خامیاں پائی جاتی ہیں معصوم ذاتیں صرف انبیاء واوصیاء علیہم السلام ہی کی ہیں لہٰذا ہر ملک میں چاہے وہ ایران ہو یا عراق یا ہندپاک عوام میں قابل اصلاح عادات ورسوم موجود ہیں مگر معصومین علیہم السلام نے اپنی عملی پاکیزہ نمونوں اور شیریں بیانی سے اصلاحات فرما دیں ہم کسی کو یہودی مجوسی، مشرک بد کردار کہہ کر اس کے اخلاق کی اصلاح نہیں کر سکتے تاہم یہ بھی مد نظر رہے کہ افراد کی خامیوں کو پورے مذہب کی خامیاں ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا افراد ہوں یا قومیں ان کی اصلاح کرنا باکردار علماء کا منصبی حق ہے مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض منحرف تنظیمیں بھی اصلاح کی آڑ میں اپنے مخصوص عقائد و نظریات کی تبلیغ کر رہی ہیں اگرچہ اصلاحیات ان کا ہدف نہیں تاہم وہ جانتے ہیں کہ زہر کھلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو خوش ذائقہ شیریں گولیوں میں بھرا جائے چنانچہ نجدیوں کا طرز عمل دیکھ لیجئے وہ ارشاد و اصلاح واتحاد بین المسلمین کے حسین نعروں اور دل نشین بیانوں اور خوب صورت اخلاقی لٹریچر کے ذریعے نئے لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا رہے ہیں مصر کے محمد رشید رضا، محب الدین الخطیب سعودی عرب کے قصیمی عراق کے آلوسی اور ترکی کے موسیٰ جار اللہ ابراہیم الجبان لکھنؤ کے ابوالحسن ندوی یہ سب لوگ بظاہر داعیان اصلاح واتحاد کے جال اٹھا کر کام کرتے رہے ہیں پس پردہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نظریات وافکار کی تبلیغ کرتے رہے یہ لوگ ظاہرا" شیعوں میں اپنا اثر جمانے کے لئے بڑی شیریں بیانی سے کام لیتے مگر ان کے اغراض ومقاصد میں شیعوں کو ختم کرنا اور ان کے خلاف غلط اتہامات کی تشہیر کر کے ان کو بدنام کرنے کے سوا کچھ نہ تھا یہی طریقہ عراق میں خالصی نے اختیار کیا اس نے ۱۳۷۰ھ میں یہ اعلان کیا کہ عید نوروز مجوس

کی عید ہے ان کو منانا اور اس دن حلوے پکانا کفر و شرک ہے اذان و اقامت میں "علی ولی اللہ" کی شہادت دینا بدعت اور حرام کفر ہے ایسی شہادت دینے والے لوگ عقیدے کے غالی ہیں ان کے خلاف جہاد واجب ہے ماتم زنجیر حرام ہے جب بھی ان سے ان فتاوی کے دلیل کی باز پرس کی گئی تو کہا "ہذا اجتہادی" یہ میرا اجتہاد ہے (السیاط القارعہ ص ۱۲) مگر وہ بھی اپنے آپ کو مصلح اسلام اور امام اکبر کہلاتے رہے جیسا کہ شاعر عربی نے خوب کہا ہے

اَلقَابُ مَملَکَۃٍ فِی غَیرِ مَوضِعِها کَالهِرِّ یَحکِی انتِفَاخاً صَولَۃَ الاَسَدِ

مگر ان کی غلط پالیسیوں اور شیعوں ہی کے خلاف غیر اخلاقی طرز اخلاق اور غیر مناسب فتوؤں سے وہاں کے شیعوں کو جو نقصان ہوا ہے وہ شیعیت کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصان ہے جس کا خمیازہ آج تک وہاں کے شیعہ بھگت رہے ہیں پاکستان میں اگر یونہی اصلاحی اقدامات رہے تو یہاں بھی عراق کی خونی تاریخ دہرائی جائے گی ایسے نام نہاد مصلحوں کے بارے میں جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبہ میں خوب نشان دہی فرمائی "یحسبون انہم مصلحون الا انہم مفسدون" یہ لوگ گمان تو کرتے ہیں کہ وہ اصلاح کرنے والے ہیں مگر وہ بہت بڑے مفسد ہیں" الصراط المستقیم بیاضی عاملی جلد اول ص ۱۰۱ طبع بیروت" ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مولف اصلاح الرسوم اب امام خمینیؒ کے خلاف بھی کتاب لکھ چکے ہیں عنقریب طبع ہو گی آخر یہ سب کس کے اشارہ پر ہو رہا ہے؟

باب اول شرک کے بیان میں

شرک کا حقیقی مفہوم

دشمنان اہل بیت علیہم السلام بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ توحید کے حقیقی معلمین اہل بیت اطہار ہی تھے جیسا کہ نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ جیسی بیش بہا کتب شاہدِ عادل ہیں یہی شیعوں کے عقیدہ توحید کے معلمین ہیں مگر افسوس کہ شیعوں پر شرک کی تہمت لگانے میں وہی لوگ پیش پیش رہے جو درس توحید میں اغیار کے خوشہ چین رہے ہیں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید و شرح التوحید صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ شرک شیعوں کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ پیغمبرؐ کے نام کی قسم کھانے والے لوگ بڑے مشرک اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہیں پھر شیعہ نما وہابی خالصی کا دور آیا تو اس نے لکھا شیعوں کی دعاؤں اور زیارتوں میں بہت سے کلمات کفر و شرک آئے ہیں لہذا کوئی دعا یا زیارت مجتہد (خالصی) کی اجازت لئے بغیر پڑھنا حرام ہے (احیاء الشریعہ ص ۹۲)

ایران کے ایک نام نہاد شیعہ مجتہد ابوالفضل بن رضا برقعی تہرانی جس کا ذکر ہم گزشتہ صفحات پر کر چکے ہیں اور اس کا دعوی ہے کہ وہ آج سے چالیس سال پہلے سند اجتہاد لے چکا ہے اصول الشریعہ دوسرے تیسرے ایڈیشن میں اس کو مجاہد کبیر کے لقب سے نوازا ہے مگر اس نے بھی کتاب عرض اخبار اصول بر قرآن و عقول ص ۵ میں ثابت کیا ہے کہ کتاب اصول کافی بلکہ شیعوں کی تمام کتب معتبرہ میں موجود اکثر حدیثیں قرآن، ایمان اور عقل کے خلاف ہیں بلکہ دنیا و آخرت میں خسارہ کی موجب ہیں اور شیعوں کے شیخ صدوق اور کلینی عالم نہ تھے بلکہ قم میں چاولوں کی دکان کرتے تھے شیخ کلینی دکاندار تھے بغداد میں انہوں نے اپنی دکان پر کاپی رکھی ہوئی تھی بیس سال میں ہر رطب و یابس اکٹھا کر کے اصول کافی بنائی (معاذ اللہ) اب

نوبت اصلاح الرسوم کے مصنف تک آپہنچی ہے جن کا دعوی تو یہ ہے کہ وہ اصلاح کر رہے کیونکہ مؤلف نے بھی جہاں کہیں لفظ شرک دیکھا فاًفٹ شیعوں پر اس کو فٹ کر دیا حالانکہ مولائے کائنات حضرت علیؑ کا ارشاد ہے

احذر وا اعلی دینکم رجلا " قرء القرآن و رمی جاره بالشرک یا امیر المومنین ایهما اولی بالشرک قال الرامی

(بحار جلد ۷۵، ۳۳۷ الحصال جلد ص ۵۵۱) تم اپنے دین کے بارے میں ہر ایسے شخص سے بچ کر اور ہوشیار رہو جو قرآن پڑھ لے اور اپنے ساتھی پڑوسی کو مشرک مشرک کہنے لگے میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ان دونوں میں شرک کا زیادہ حق دار کون ہو گا فرمایا جو دوسرے پر مشرک ہونے کی تہمت لگائے گا اب ہم ان احادیث کی طرف آتے ہیں جن میں شرک کی اقسام اور ان کے مفاہیم کی وضاحت کی گئی ہے تاکہ واضح رہے کہ اصلاح الرسوم میں کس قدر فریب کاری سے کام لیا گیا ہے

شرک اور اس کے اقسام

انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی دعوت سماویہ کا حقیقی محور اور مرکزی نکتہ عقیدہ توحید تھا جس کی نفی کو شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی جب انسان یہ عقیدہ تسلیم کرلے کہ اس کا معبود حقیقی اپنی ذات وصفات میں بے ہمتا ویکتا ہے تو پھر اس کو یہ حق نہ رہے گا کہ وہ کسی غیر کو ذات وصفات میں مالک حقیقی کے ہم پلہ قرار دے اسی شرک ایمانی کو قرآن کریم میں چند مخصوص صفتوں سے روشناس کرایا گیا ہے

(۱) مشرک کو کسی نیک عمل کا کوئی ثواب نہیں مل سکتا کیونکہ وہ منعم حقیقی کا باغی ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے

ولوا شرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون

(انعام ۸۸) اور اگر انہوں نے شرک کیا تو ان کے اعمال اکارت جائیں گے

(۲) مشرک پر جنت حرام قرار دی گئی ہے ارشاد باری ہے

انه من یشرک با للّه فقد حرم اللّه علیه الجنة

(مائدہ ۷۲) اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا اس پر اللہ نے جنت حرام قرار دی ہے

(۳) مشرک کو نجس وناپاک قرار دیا ہے

انما المشرکون نجس مشرکین ناپاک ہیں

(توبہ ۲۸)

(۴) شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے

ان اللّه لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذلک لمن یشیاء

(نساء ۴۸) تحقیق اللہ شرک کی بخشش ومغفرت نہیں کرتا اور اس کے علاوہ باقی گناہ جس کے لئے وہ پسند کرے بخش دے گا

قرآن کریم کا غائرانہ مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہوتی ہے کہ دعوت توحید کی کھلی جنگ شرک ہی کے ساتھ ہے اور قرآن کریم نے مشرکین ہی کو اللہ کے سب سے بڑے دشمن قرار دیا ہے بلکہ مسلمانوں کو یہاں تک خبردار کر دیا

وان اطعتموهم انکم مشرکون

(انعام ۱۲۱) اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم بھی مشرک بن جاؤ گے اس معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حقیقت یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمان کو مشرک کہنا ایک بہت بڑی گالی ہے اور مسلمان کے عقیدۂ توحید پر زبردست حملہ ہے

شرک اخلاقی

قرآن کریم اور احادیث نبویہ فریقین میں کثرت سے اخلاقی عیوب ورذائل کو شرک خفی سے تعبیر کیا گیا ہے اور ان کے خلاف جہاد کو جہاد اصغر کہا گیا

ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ ان اخلاقی عیوب ونقائص کی بناء پر ہمیں یہ اختیار بھی دیا گیا ہو کہ ہم کسی کو مشرک قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیں سورہ یوسف کی آیت نمبر۱۰۶ میں ہے

وما یومن اکثرہم باللہ الا وھم مشرکون

اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس کے ساتھ وہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں احادیث مرویہ اہل سنت میں بھی ناپسندیدہ مذموم اخلاقی نقائص وعیوب کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً"

سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے الشرک الخفی ان یقوم الرجل یصلی فیزین صلاتہ لما یری من نظر رجل کنز العمال
جلد ۳، ۴۶۸

شرک خفی یہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھتے وقت یہ جانتے ہوئے کہ کوئی شخص اس کو دیکھ رہا ہے اپنی نماز کو آراستہ کرنے لگتا ہے (تاکہ وہ شخص میری نماز کی تعریف کرے) دوسری حدیث میں ہے

انا خوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر" الریاء"

مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر سے ہے یعنی ریاکاری ص اکنز العمال جلد ۳، ۷۱۴ ہر انسان شہوات نفسانیہ وشیطانیہ کے فطری غلبہ اور نفس امارہ کے زیر تسلط ہونے کی وجہ سے اخلاقی برائیوں کی طرف راغب رہتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی عبادت الہی یا حقوق العباد کی ادائیگی میں تساہل برتنے کی وجہ سے شیطان کی اطاعت کر بیٹھتا ہے جو اس کو ہر معاملہ میں اطاعت الہیہ کی برکت سے محروم رکھتا ہے اسی وجہ سے وہ شرک اصغر میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں

شرک طاعۃ لیس شرک عبادۃ والمعاصی التی یرتکبون فی شرک طاعۃ اطاعوا فیہا الشیطان فاشرکوا فی الطاعۃ

لغیرہ ولیس باشراک عبادۃ ان یعبدوا غیر اللہ

(تفسیر قمی ص ۳۳۶) یعنی آیت میں شرک کرنے سے مراد شرک اطاعت ہے کہ شرک عبادت لوگ کیونکہ شیطان کی اطاعت کر کے شرک کا ارتکاب کر جاتے ہیں

یعنی اللہ کی اطاعت کی بجائے شیطان کی اطاعت کرتے ہیں اور یہ شرک فی العبادہ نہیں ہے کہ انہوں نے کسی دوسرے معبود کی عبادت کر کے اس کو شریک ٹھہرایا ہو لہذا مومن کے لئے یہ سعادت ہوگی کہ وہ ہر نیک عمل کی بجا آوری میں اور محذورات شرعیہ سے اجتناب کرتے ہوئے صرف اللہ تعالی کے لئے اخلاص اور اس کی خوشنودی کا حصول ملحوظ رکھے چنانچہ دنیاوی اسباب وذرائع کے استعمال میں بھی مقصود تک حصول کا مرکزی سبب توکل الہی قرار دے مخلوقی ذرائع پر زیادہ اعتماد نہ کرے چنانچہ متعدد احادیث میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے مثلاً" کسی شخص کو کسی کام کی یاد دہانی کے لئے اس کے کپڑے کو گرہ لگانا یا انگوٹھی بدلنا یا یہ کہنا کہ فلاں نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا یا کسی کی زندگی کی قسم کھانا وغیرہ جن سے اجتناب کا حکم آیا ہے یہاں سے بھی شرک خفی اخلاقی مراد ہے نہ شرک ایمانی حقیقی جیسا کہ مولف رسالہ اصلاح الرسوم الطاہرہ نے صفحہ ۶۱ پر شرک کی دس خود ساختہ اقسام کو جن کا تعلق اخلاقیات سے ہے شرک ایمانی کے ساتھ پیوستہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ سراسر غلط ہے جیسا کہ مرحوم آیۃ اللہ شہید مرتضی مطہریؒ نے بھی لکھا ہے

ولھذا لا یعد خروجا عن دائرۃ الاسلام ولا من جملۃ اہل التوحید

(النظریہ الکونیہ التوحیدیہ ص ۷۱) شرک خفی کا ارتکاب کرنا دائرہ اسلام اور اہل توحید کے زمرہ سے خارج ہونے کا موجب نہیں بنتا حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد بھی ہے

من صلی او صام او اعتق او حج یرید محمدۃ الناس فقد

اشرک فی عملہ وهو شرک مغفور له

(تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۵۲) جس نے لوگوں کی تعریف کروانے کے لئے نماز، روزہ، حج کیا یا غلام آزاد کیا اس نے عمل میں لوگوں کو شریک بنایا مگر یہ شرک ایسا ہے جو قابل مغفرت ومعافی ہے نیز حضرت امام رضا علیہ السلام سے بھی ایسے شرک خفی کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا یا "شرکٌ لا یبلغ بہ الکفر" یہ ایسا شرک ہے جس سے انسان کافر نہیں بن جاتا تفسیر مجمع البیان جلد ۵ ص ۲۶۷

سجدہ تعظیمی

اگرچہ سجدہ عبادتی اللہ تعالی ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس پر سب کا اتفاق ہے مگر سجدہ تعظیمی از روئے قرآن کہیں بھی موجب کفر وشرک قرار نہیں پایا حتی کہ دور حاضر کے عظیم ایرانی مفسر آیۃ اللہ سید محمد حسین طباطبائیؒ نے لکھا ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدمؑ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا

یستفاد منه جواز السجود لغیر اللہ فی الجملہ اذکان تحیة وتکریمة للغیر وفیه خضوع للہ بموافقة امره

"تفسیر المیزان جلد اول ص ۱۲۲" اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ فی الجملہ غیر اللہ کو از راہ تحیہ وتکریم سجدہ کرنا جائز ہے اور اس میں اس کے حکم کی موافقت کرتے ہوئے خضوع وخشوع پایا جاتا ہے آگے فرماتے ہیں

اما ما ربما ظنه بعض من ان السجدة عبادة ذاتیه فلیس بشی فان الذاتی لا فیخلف ولا یختلف وهذا الفعل یمکن ان یصدر بعینه من فاعله بداع غیر داع التعظیم والعبادة کالسخریة والاستهزاء فلا یکون عبادة نعم معنی العبادة اوضح فی السجدة من غیرها واما تحیة الغیر وتکرمته من غیر اعطاء الربوبیة بل لمجرد التعارف والتحیه فحسب فلا دلیل علی المنع منه شرعا اوعقلا لکن الذوق الدینی المتخذ من الاستیناس بظواهره یقتضی باختصاص هذا الفعل به تعالی واما المنع عن کل ما فیه اظهار الاخلاص للہ بابراز المحبة لصالحی عباده اولقبور اولیائه اولآثارهم مما لم یقم علیه دلیل عقلی اونقلی

لیکن بعض علماء کا یہ گمان صحیح نہیں ہے کہ سجدہ ذاتی عبادت ہے کیونکہ جو چیز ذاتی ہو اس میں اختلاف و تخلف نہیں پایا گیا اور یہی سجدہ تعظیم وعبادت کے قصد کے بغیر از راہ تمسخر ومذاق بھی کر لیا جائے تو اس کو عبادت نہیں کہا جاتا ہاں کیونکہ سجدہ میں عبادت کا معنی زیادہ واضح ہے لیکن کسی کو ربوبیت کا مقام دئے بغیر اس کا تحیہ وتکریم بجا لانا جس کا مقصد محض تعارف وتحیہ ہو تو اس سے منع کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے لیکن کیونکہ ظاہری انس اور دینی ذوق کی وجہ سے یہ سجدہ اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہونے کا متقاضی ہے لیکن ہر اس کام سے روکنا جس میں اللہ کے ساتھ خلوص کا اظہار ہو جیسا کہ اللہ کے نیک بندوں سے یا اولیاء اللہ کی قبور یا ان کے آثار سے محبت کر کے اللہ کی محبت کا اظہار کرنا اور اسی محبت کی وجہ سے سجدہ کرنا تو اس پر کوئی عقلی و نقلی دلیل قائم نہیں ہوئی ہے لہذا ثابت ہوا اگر کوئی مومن کسی ضریح مقدس کے پاس یا تعزیہ وعلم کے پاس اس خلوص سے اللہ کا سجدہ کرتے ہوئے ان شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس سعادت کی توفیق دی ہے تو ایسا سجدہ کمال معرفت کا مظہر ہو گا اور اس کو ہرگز طعن و تشنیع کا موجب نہ بنا جائے گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ سجدہ کرنے والا شخص علم تعزیہ ذوالجناح کو (معاذ اللہ) معبود حقیقی خدا سمجھ کر سجدہ کر رہا ہے اس پر شک کرنا غلط ہو گا

تعویذات کا شرک

اصلاح الرسوم ص ۸۸ ص ۸۹ میں تعویذات کو بھی شرک قرار دیا۔

حالانکہ احادیث ائمہ طاہرینؑ سے ایسے تعویذات واحراز کا جواز واستجاب ثابت ہے جن پر اسماء الیہ واسماء معصومینؑ ثبت ہوں کیونکہ تعویز کا اثر ان اسماء کی تاثیر پر مبنی ہوتا ہے کوئی بھی پیر یا مرید تعویز اس لئے استعمال نہیں کرتا کہ وہ اس تعویز کو بت یا خدا یا ذاتی طور پر موثر سمجھ رہا ہوتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے

لا باس بالرقی من العین والحمی والضرس وکل ذات ھامۃ لھا حمۃ اذا علم الرجل ما یقول

(طب الائمہ ص ۴۸ بحار جلد ۹۵ ص ۴) نظر بد' بخار' ڈاڑھ کے درد' زہریلے یا ڈنگ مارنے والے حشرات کے اثر سے بچنے سے دم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن دم کرنے والے کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیا دم کر رہا ہے عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا

یا بن سنان لا باس بالرقیہ والعوذۃ والنشرۃ اذا کانت من القرآن ومن لم یشفہ القرآن فلا شفاہ اللہ

اے ابن سنان دم کرنے تعویز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ یہ قرآنی آیات پر مشتمل ہوں جس کو قران شفاء نہ دے اس کو اللہ شفاء نہ دے گا (حوالہ بالا) نہج البلاغہ ص ۵۴۶ میں مولا کا ارشاد ہے

الرقی حق والفال حق والطیرۃ لیس بحق

تعویز فال حق مگر بد شگونی حق نہیں ہے ائمہ اطہار علیہم السلام سے منقول بہت سے احراز کلام تعویذات جو مختلف بیماریوں اور پریشانیوں کے لئے ہیں منقول ہیں بحار الانوار کی جلد ۹۳، ۹۴، ۹۵ دیکھی جا سکتی ہے البتہ ایسے تعویذات جو ہندوؤں کے ایجاد کردہ ہندی الفاظ پر منتروں پر مشتمل ہوں جن کا مفہوم واضح نہ ہو ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور ان پر کسی طرح بھی عقیدہ رکھنا خلاف ایمان ہے ہاں حتی تعویذات سحر وغیرہ کے اعمال کی تاثیر سے جو نقصان ہوتا ہے یا ان کے آثار دیکھنے میں آتے ہیں تو شیطانی اثرات ہوتے ہیں بعض تعویذات میں اسماء الہیہ یا اسماء انبیاءؑ

لکھ کر ان کی بے حرمتی کی جاتی ہے بعض ایسے تعویذات لکھ کر کتوں کو کھلا دیتے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو ایسے اعمال سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے ایمان کو خطرہ لاحق ہو اسی وجہ سے احادیث میں تاکید ہے کہ وہی تعویذات استعمال میں لائے جائیں جو شریعت کے مطابق ہوں ہندی زبان کے الفاظ پر مشتمل ٹونے افسوں وغیرہ جن کا مفہوم نامعلوم ہو اسلام میں جائز نہیں ہیں

شگون وفال گیری کا شرعی حکم

مولف اصلاح الرسوم نے شرک کی دس اقسام میں شرک شگونی کو بھی شامل کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں مذہب شیعہ اثناء عشریہ کا صحیح موقف بیان کرنا ضرور ہے ہم نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ شرک کی یہ قسم شرک ایمانی واعتقادی سے ہرگز تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ شرک خفی ہے جس کا تعلق قابل مذمت اخلاق وعادات سے ہے اور شریعت میں ان کو ناپسندیدہ قرار دے کر معاف کرنے کی تصریح بھی کی ہے کیونکہ شان مومن یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد ویقین اور توکل کامل رکھے اور یہ سمجھے کہ اصل میں وہی ہر نفع کا مالک ہے مگر انسان اپنی ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے خیر وشر یا نفع ونقصان کے اثرات کو دنیاوی آفات کی جانب منسوب کر دیتا ہے مثلاً علاج ومعالجہ کے لئے معالج ہی کو شفاء دہندہ سمجھ لیا جائے اسی طرح شگون لینا اور اس کے اثرات پر یقین کر لینا بھی ضعیف الاعتقادی ہے اسی وجہ سے توکل کو شگون کا کفارہ قرار دیا گیا ہے (روضۃ الکافی ۱۹۸) تاہم ایسے توہمات آنحضرتؐ نے امت کے لئے معاف بھی فرمادیئے اور ارشاد فرمایا

رفع عن امتی تسعۃ الخطاء والنسیان وما اکرھوا علیہ وما لا یعلمون وما لا یطیقون وما اضطرا الیہ والحسد والطیرۃ والوسوسۃ

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۴ الخصال ۴۲۵ بحار جلد ۵۸ ص ۳۲۵) میری امت سے نو

چیزیں رفع کر دی گئی ہیں (۱) خطا (۲) بھول چوک (۳) جس کام کے لئے ان پر جبر کیا گیا (۴) لاعلمی (۵) قوت برداشت سے زیادہ کوئی کام (۶) جس کام کو مجبوراً" کرنا پڑے (۷) حسد (۸) شگون (۹) وسوسہ ,کافی میں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسافر کو اپنے راستہ میں پانچ چیزوں سے بدشگونی ہوتی ہے کوا' بھیڑیا' ہرن' الو' بوڑھی عورت' کان کٹی گدھی'

فمن اوجس فی نفسہ منھن شیئا " فلیقل اعتصمت بک یا رب من شرما اجلفی نفسی

پس اگر کسی کو دل ہی دل میں ان سے خوف محسوس ہوتا ہو تو یہ دعا پڑھ لے اے میرے رب جو کچھ میں اپنے دل میں پا رہا ہوں اس کے متعلق تیرا تحفظ چاہتا ہوں تو اس سے محفوظ رہے گا (بحار جلد ۵۸ ر ۳۲۶)

علماء اہل سنت نے بھی اس مطلب کو تسلیم کیا ہے ابوالحسن ماوردی شافعی نے لکھا ہے

اعلم انہ قلما یخلوا حدمن الطیرۃ احدلا سیما من عارضتہ المقادیر فی ارادتہ صدہ القضاء عن طلبتہ فھو یرجو والیأس علیہ غالب فاذا تطیر احجم عن الاقدام ویئس عن الظفر ثم یصیر ذالک عادۃ لہ فلا ینجح لہ سعی ولا یتم لہ قصد فاما من ساعدتہ المقادیر رافقہ القضاء فھو قلیل الطیرۃ لاقدامہ ثقہ باقبالہ وتعویلا علے سعادتہ ولا یجعل للشیطان سلطانا " فی نقض عزائمہ ومعارضہ خالقہ ویعلم ان قضاء اللہ غالب علیہ

(ادب الدنیا والدین ص ۳۰۴ طبع مصر) یہ جان لو کہ بدشگونی سے بہت کم لوگ محفوظ رہتے ہیں خصوصاً" جس کے ارادہ کی راہ میں تقدیر آڑے ہو اور قضاء اس کی مطلب برآری میں حائل ہو ایسا شخص امیدوار تو ہوتا ہے مگر اس پر مایوسی غالب

ہوتی ہے اور جب وہ بدشگونی کا شکار ہو جائے تو آگے بڑھنے سے کتراتا ہے اور کامیابی سے مایوس ہو جاتا ہے پھر یہ اس کی عادت بن جاتی ہے اور اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوتی اور نہ اس کا کوئی مقصد پورا ہوتا ہے لیکن وہ شخص جس پر تقدیر مہربان ہو اور قضاء اس سے موافقت کر رہی ہو ایسا شخص اپنے اقبال اور سعادت پر اعتماد کرتے ہوئے شگون پر بہت کم اعتماد کرتا ہے اور اپنے عزائم کو توڑنے میں اور اپنے خالق سے معارضہ کرنے میں شیطان کو مسلط نہیں ہونے دیتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر اللہ کی قضاء ہی غالب ہے لہٰذا وہ اس پر توکل کو ہی ترجیح دیتا ہے، البتہ نیک فال لینے کو شریعت نے برا قرار نہیں دیا اور ماوردی شافعی لکھتے ہیں

اما الفال ففیہ تقویۃ للعزم وباعث علی الجد ومعونۃ علیٰ الظفر فقد تفال رسول اللہ فی غزواتہ وحروبہ روی ان رسول اللہ سمع کلمۃ فاعجبتہ فقال اخذنا فالک من فیک

فال گیری میں عزم کی تقویت اور جد وجہد کی ترغیب اور کامیابی کے حصول کے لئے مدد ہے آنحضرتؐ نے اپنی غزوات اور جنگوں میں فال لی ہے اور روایت ہے جب آپ کو کسی کی کوئی بات پسند آجاتی تو فرماتے تھے ہم نے تمہارے منہ سے تمہاری فال لے لی ہے شیعہ طرق وروایات میں بھی نیک فال کی مدح وارد ہوئی ہے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے "ان اللہ یحب الفال الحسن" اللہ تعالی نیک فال سے محبت کرتا ہے (سفینۃ البحار جلد ۲ ر ۳۴۲) دوسری روایت میں آیا ہے

کان علیہ الصلوۃ والسلام یحب الفال وینھی عن الطیرۃ

آنحضرتؐ فال سے محبت کرتے تھے اور بدشگونی سے منع کرتے تھے (حوالہ بالا) نہج البلاغہ ص ۵۴۶ میں ارشاد ہے کہ "الفال حق" فال حق ہے

علم نجوم کی شرعی حقیقت

جس طرح اللہ تعالیٰ نے از راہ حکمت و دانائی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی تاثیر خلق فرمائی ہے اسی طرح نجوم کی خلقت میں بھی تاثیرات خلق فرمائی ہیں احادیث محمد و آل محمدؐ سے ثابت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام علم نجوم کے سب سے پہلے معلم تھے جیسا کہ علامہ سید علی بن مرتضیٰ نے دیوان النسب میں لکھا ہے علامہ سید ابن طاؤسؒ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ علم نجوم در حقیقت نبویؐ تھا مگر لوگوں نے نجوم و ساعات شمس و قمر کو حقیقی مدبر سمجھنا شروع کر دیا اور ایک نبیؑ کی بد دعا سے حسابات غلط ملط ہو گئے اسی وجہ سے اس علم کو ناپسند کیا گیا یونس بن عبدالرحمن نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی

جعلت فداک اخبرنی عن علم النجوم ما هو قال هو علم الانبیاء قلت اکان علی بن طالب یعلمه قال کان اعلم الناس به هو

میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے علم نجوم کے بارے میں خبر دیں وہ کیا ہے فرمایا وہ انبیاء کا علم ہے میں نے کہا کیا حضرت علی بن ابی طالبؑ کے پاس یہ علم تھا فرمایا وہ ہر علم کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے

مومن عارف کے لئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ "توکل" پر مضبوط ہو اور یہ سمجھے کہ اس کی قدرت و مشیت ہر چیز پر غالب ہے کیونکہ علم نجوم سے حاصل شدہ نتائج بھی ظنی ہوتے ہیں اور بسا اوقات منجم کے وہم و اشتباہ سے جوابات درست بھی نہیں نکلتے لہٰذا نجوم کو نظام تکوین میں موثر نہ سمجھے تاکہ معبود حقیقی اور اس کی قدرت کاملہ" پر اس کا عقیدہ مضبوط و مستحکم رہے یہی وجہ ہے کہ جناب امیرؑ نے نجومی کے منع کرنے کے باوجود جنگ نہروان میں فتح حاصل کر لی اور یہ ثابت کر دیا کہ "توکل علی اللہ" ہر مشکل کا حل ہے

ایام کی نحوست و سعادت

ایام کی نحوست و سعادت کا تصور بھی قرآن کریم سے ماخوذ ہے یوم نحس مستمر اور ایام نحسات کا تذکرہ آیات قرآنی میں موجود ہے احادیث اہل بیت علیہم السلام میں ایک ہزار سے زیادہ روایات وارد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایام میں نحس و سعد کی تاثیر رکھی ہے اسی طرح عقرب کی نحوست بھی احادیث میں آئی ہے یہ حقیقت صرف شیعہ روایات میں ہی نہیں بلکہ علماء اہل سنت کی کتب میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو تفسیر در منثور جلد ۵، ۱۳۵ تاہم جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے مومن کی شان ہے کہ وہ توکل اور صدقہ و خیرات سے ان نحوستوں کو رفع کر دے۔

سہل بن یعقوب ابو نواس نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا

یا سیدی فی اکثر هذه الایام قواطع عن المقاصد کما ذکر فیها من النحس فتدلنی علی الاحتراز من المخاوف فیها فانما تدعونی الضرورة الی التوجه فی الحوائج فیها قال فثق بالله واخلص فی الولاء لائمتک وتوجه حیث شئت

(بحار الانوار جلد ۵۹، ۲۴) ان ایام میں نحوست کی وجہ سے مقاصد سے رکاوٹیں ہیں آپ مجھے طریقہ بتلائیں کہ میں کس طرح ان میں خطرات سے بچوں کیونکہ ضروری کاموں کے لئے جانا ہی پڑ جاتا ہے امامؑ نے فرمایا تم اللہ پر بھروسہ کرو اور ولا ائمہ میں اخلاص پیدا کرو اور جہاں چاہو نکل جاؤ

شرک قسمی

اصلاح الرسوم ص ۶۴ پر شرک قسمی کو بھی شرک خفی کے لفظ سے شرک کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے اور دعوی کیا گیا ہے کہ مخلوق کے لئے اپنے خالق کے سوا کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے

الجواب

وہ شرعی قسم جو شرعی فیصلوں میں قابل اعتبار ہوتی ہے یا جس پر کفارہ

عائد ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے نام کی ہوگی جس کو عربی میں یمین کہا جاتا ہے لیکن قسم اگر کسی مخلوق کی اٹھائی جائے تو بعض شاذ روایات میں اس کو شرک "مغفورلہ" سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی قابل مغفرت "شرک خفی" جیسا کہ تفسیر عیاشی میں منقول ہے تاہم معصومین علیہم السلام کا غیر اللہ کی قسم کھانا ثابت ہے مثلاً" جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کا اپنی زندگی کی قسم کھانا موجود ہے ملاحظہ ہو نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۵، ۲۳، ۸۵، ۱۶۱، ۱۸۲، ۱۸۷ رسائل نمبر ۴، ۹، ۵، اس میں آپ کا خود اپنی زندگی کی قسم کھانا منقول ہوا ہے انہوں نے اکثر مقامات پر "لعمریٰ" کہہ کر اپنی عمر کی قسم کھائی ہے نیز ابن قدامہ حنبلی نے ص ۱۲ المغنی میں احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے

من اقسم بحق رسول اللہ ھو قسم یستوجب الکفارۃ لو نکثت

جس نے آنحضرتؐ کے حق کی قسم کھائی تو اس کو بھی توڑنے پر کفارہ لاگو ہوگا ملاحظہ ہو (المغنی جلد ۹ ص ۵۱۷ طبع مصر تاہم یہ قسم شرک نہیں ہے اس کو صرف وہابیوں نے بنیاد شرک بلکہ "حقیقی شرک" قرار دیا ہے (تطہیر الاعتقاد ص ۲۲۲) مگر سیرت معصومینؑ میں یہ شرک ہرگز نہیں ہے کیونکہ خود امام علی نقی علیہ السلام نے داؤد بن قاسم کو خط میں لکھا انی جنت وحیاتک تیری زندگی کی قسم کہ میں آیا ہوں (کتاب النوادر احمد بن محمد بن عیسی ص ۶۰ بحار جلد ۱۰۴ ص ۲۱۱)

باب دوم

عقیدہ توحید و مقامات نورانیہ ائمہ اطہارؑ

غلو کی حقیقت

جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے تمام علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ توحید اور ان کے اسرار و رموز کی تشریح جس خوب صورتی سے ائمہ اطہار علیہم السلام نے فرمائی ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ کے علاوہ بحار الانوار کتاب التوحید کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے ابن تیمیہ کی تعلیمات سے متاثر ہونے والے خالصی اور اس کی جماعت کے ایجنٹوں نے یہاں ہر بات پر شیعوں کو مشرک ثابت کرنا شروع کر رکھا ہے حالانکہ کوئی شیعہ بھی جو پانچ اصول دین پر ایمان رکھتا ہے شرک کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہم شرک کے اقسام کے متعلق پہلے باب میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں اسی طرح غلو کے متعلق تمام فقہاء شیعہ کا اتفاق ہے کہ غالی لوگ مشرکین کی طرح نجس العین ہوتے ہیں تمام فقہی کتب میں باب النجاسات میں اس کا ذکر آتا ہے استاد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ اعظمی سید ابو القاسم خوئی نے تنقیح شرح عروۃ الوثقیٰ جلد ۳ ص ۷۳ میں غلو کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے غالی وہ ہوتا ہے جو جناب امیرالمومنینؑ یا کسی بھی امامؑ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہی رب جلیل ہیں جو انسانی جسم میں زمین پر اترے ہیں چاہے یہ عقیدہ کسی امامؑ کے متعلق ہو یا کسی زید بکر یا کسی بت کے متعلق یہ موجب کفر و نجاست ہے اسی طرح جو یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالی تو وہی ہے جو ہے مگر اس نے تمام نظام کائنات چاہے شریعت کو ہو یا تکوین کا اس نے جناب امیرالمومنین یا کسی دوسرے امام کے سپرد کر دیا ہے اور خود ہر چیز سے الگ ہو گیا ہے جیسا کہ سلاطین و ملوک ایسا کرتے ہیں ایسا عقیدہ بھی

انکار ضروریات کی وجہ سے کفر ہو گا جبکہ کوئی شیعہ بھی ایسا نہیں ہے جو ایسے غلط
عقائد کا حامل ہو جب جانتے ہیں کہ ائمہ اطہارؑ کے فضائل وکمالات علوم لدنیہ اسی
خالق حقیقی کی عطاء کے مرہون منت ہیں چنانچہ آیۃ اللہ رضا ہمدانی نے فقہ کی ضخیم
کتاب مصباح الفقیہ کتاب الطہارۃ مبحث نجاست میں لکھا ہے "غالی وہ ہوتا ہے جو
جناب امیرالمومنینؑ یا کسی دوسرے کی ربوبیت کا عقیدہ رکھے یا کہے کہ اللہ نے ان
کے اجسام میں حلول کیا ہے لیکن جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ و امامؑ اوصاف
خالق کے مظاہر ہیں اور تشریع و تکوین کے نظام کو زمام دار ہیں اور ان کا علم
حضوری ہے تو ایسے اعتقاد پر کفر نہیں ہو گا علامہ جواد عاملی نے شرح العروۃ میں اسی
مطلب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

اما الاعتقاد بانہ علیہ السلام مظہر قدرتہ کما لہ وانہ الاسم
الاعظم فھو الحق الحقیق بالتصدیق

یہ اعتقاد رکھنا کہ حضرت امیرؑ قدرت و کمال الٰہی کے مظہر ہیں اور ان کا اسم اعظم
ہے تو یہی قابل تصدیق حق بات ہے البتہ جو حضرات عقائد توحید میں خود ابن تیمیہ
کی راہ پر چل رہے ہیں وہی شیعوں کو غالی و مشرک قرار دیتے ہیں مولف اصلاح
الرسوم جو اپنی اسی کتاب ص ۴۳ پر لکھتے ہیں شرک شیعی جو شخص اللہ کو مخلوق کی
طرح جسم دار صاحب اعضاء جوارح قرار دے کر تشبیہ دے مگر اپنے ہی عقیدہ توحید
کی دھجیاں اڑائی ہیں ذرا عبارت ملاحظہ ہو احسن الفوائد اول صفحہ نمبر ۶۹ "چھوٹی سی
کائنات کسی بڑے کارخانے میں تشریف لے جایئے انجن کسی ایک طرف کمرے میں
ہو گا اور ہر طرف مختلف پرزے مختلف اعمال سرانجام دے رہے ہوں گے کہیں
تلواریں بن رہی ہوں گی کہیں تیل نکالا جا رہا ہو گا ایک طرف ٹین کے ڈبے
تیار ہو رہے ہوں گے اور دوسری طرف لوہا پگھل رہا ہو گا پس یہی حال کائنات کا
ہے اس کارگاہ عظیم میں مختلف اعمال پر ذرا نگاہ ڈالو دریا بہہ رہے ہیں بادل برس

رہے ہیں گو اس کارگاہ حیات کا ہر منظر مختلف فرائض کی بجا آوری میں معروف ہے
لیکن انجن ایک ہے "یعنی اللہ"؟ نام نہاد مجتہد صاحب نے اللہ کو کائنات عالم کا انجن بنا
دیا لاحول ولا قوۃ

عقیدۂ نبوت

مذہب حقہ اثناء عشریہ میں نبوت کی معرفت میں احادیث معصومینؑ کے
ذخائر معرفت چھلک رہے ہیں اس سے بڑھ کر کیا مقام رسالت ہو گا جیسا کہ جناب
امیرؑ نے ارشاد فرمایا

اقامہ فی البلاد مقامہ اذلا تدرکہ الابصار وقرن
الاعتراف بنبوتہ بالاعتراف بالوھیتہ

(مستدرک نہج البلاغہ ص ۷۹) اللہ نے پیغمبرؐ کو اپنا قائم مقام بنا دیا کیونکہ آنکھیں
اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور ان کی نبوت کے عقیدے کو اپنی توحید کے عقیدہ
کے ساتھ پیوستہ کر دیا اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

ان اللہ مکن انبیاءہ من خزائن لطفہ وکرمہ ورحمتہ وعلمھم من
مخزون علمہ وافردھم من جمیع الخلق لنفسہ فلا یشبہ
احوالھم واخلاقھم احدا من الخلائق ثم ابی ان یقبل
طاعتہ الا بطاعتھم بتجلیلھم وحرمتھم فعظم جمیع انبیاء اللہ
ولا تنزلھم منزلۃ احد من دونھم

اللہ تعالیٰ نے اپنے خزائن لطف وکرم ورحمت سے انبیاءؑ کو قدرت عطا کی اور ان کو
اپنے پوشیدہ علم سے حصہ عطا کیا اور تمام مخلوقات سے جداگانہ مرتبہ دیا ان کے
حالات اور اخلاق کسی بھی مخلوق سے مشابہ نہیں پھر اس نے انکار کر دیا کہ ان کی
اطاعت اور ان کی تعظیم وحرمت کا عقیدہ رکھے بغیر اپنی اطاعت قبول کرے پس تم
اللہ کے تمام انبیاء کی تعظیم کرو اور ان کی منزلت کو ان سے کم مرتبہ لوگوں کی

اذان میں "علی ولی اللہ" کو بدعت کہنے والے نام نہاد مجتہد فقہ سے جاہل ہیں آقا عراقی کا بیان

ڈھکو صاحب جیسے مجتہد جو کہ اپنے مخالفین کے لیے یہ فتوی دیتے ہیں کہ وہ فقہ جعفریہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں ذرا مرکز سے اپنا حال بھی پوچھ لیں قم مقدسہ کے استاد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ شیخ عبد النبی عراقی فرماتے ہیں

ومن قال انه لم يثبت وكل ما لم يثبت في الشرع بدعة وحرام وفيه كما ترى ان ذلك من غرائب الفقه وزعم من لا حظ له في الفقه شيئاً و اغلب المصائب ناش من يد هولاء الجهال ممن لا تحصيل له فيد عون الرياسة فيحكمون بغير ما انزل الله اذ انك تعرف ان في الفقه قلما يتفق الوفاق فكل من يفتي على خلاف دعوى خصمه فهو بدعة وعليه كل الفقهاء من اهل البدعة انا لله وانا اليه راجعون الا مما ترى و تسمع في كل قرن ممن يعاند الشريعة لا غراض لهم كحواشي معاويه وامثاله بل كمثل الحمار

" الہدایہ فی جزئیہ الولایہ صفحہ ۱۴۱ طبع اول قم" جو شخص یہ کہتا ہے کہ اذان میں علی ولی اللہ کی شہادت ثابت نہیں ہے اور جو بات شریعت میں ثابت نہ ہو وہ بدعت اور حرام ہے تو تم دیکھ لو کہ یہ قول غرائب میں سے ہے۔ یہ قول نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا وھم و گمان ہے جس کو ذرا بھر فقہ جعفریہ کا علم نہیں ہے اور اکثر ایسے مصائب اور فتوے ایسے ہی جاہلوں سے صادر ہوتے ہیں جو کہ مجتہد ہونا تو دور کی بات ہے طالب علم بھی نہیں ہیں مگر رئیس المجتہدین ہونے کا دعوی کر بیٹھتے ہیں اور خلاف قرآن فیصلے کرتے ہیں تمہیں علم ہی ہے کہ فقہی مسائل میں اتفاقی مسائل بہت کم ہیں تاہم ایسے نام نہاد تو اپنے مخالف کے خلاف فوراً "بدعت کا

فتوی داغ دیتے ہیں۔ کیا اذان میں اس شہادت ثالثہ کے حق میں فتوے دینے والے کل فقہاء اہل بدعت ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر زمانے میں معاندین شریعت پائے جاتے ہیں جن کی مخصوص اغراض ہوتی ہیں جیسے کہ معاویہ کے حاشیہ نشین ایسا کرتے تھے بلکہ اس قسم کے مفتی تو گدھے کی مثل ہوتے ہیں" شرم شرم شرم"

نورین کریمین "کا مشترکہ اعزاز "منکرِ ولایت منکرِ رسالت ہے"

آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں

یا ابا الحسن ما اکرمنی الله بکرامة الا وقد اکرمک بمثلها و خصنی بالنبوة والرساله وجعلک ولی فی ذلک والذی بعث محمدا بالحق نبیا ما آمن بی من انکرک ولا اقربی من حجدک ولا آمن بالله و بی من کفربک وان فضلک لمن فضلی وان فضلی لک فضل ففضل الله نبوة نبیکم و رحمته ولایة علی فبذلک قال بالنبوة و والولایة فلیفرحوا "بشارة المصطفی لشیعه المرتضی" طبرسی صفحه ۱۷۸ صفحه ۱۷۹

اے ابو الحسن اللہ تعالی نے مجھے جو اعزاز عطا فرمایا ہے تمہیں بھی ویسا اعزاز عطا فرمایا اور مجھے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور تمہیں میرا ولی قرار دیا پس اس خالق کی قسم جس نے محمد کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا جس نے تمہارا انکار کیا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا اور جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میری رسالت کا اقرار نہیں کیا جس نے تم سے کفر کیا وہ مجھ پر اور اللہ پر ایمان نہیں لایا تمہاری فضیلت میری فضیلت ہے اور میری فضیلت تمہاری فضیلت پس قرآن میں اللہ کے

اذان میں "علی ولی اللہ" کو بدعت کہنے والے نام نہاد مجتہد فقہ سے جاہل ہیں آقا عراقی کا بیان

ڈھکو صاحب جیسے مجتہد جو کہ اپنے مخالفین کے لیے یہ فتوی دیتے ہیں کہ
وہ فقہ جعفریہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں ذرا مرکز سے اپنا حال بھی پوچھ لیں قم
مقدسہ کے استاد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ شیخ عبد النبی عراقی فرماتے ہیں
ومن قال انہ لم یثبت وکل مالم یثبت فی الشرع بدعۃ وحرام وفیہ کما
تری ان ذلک من غرائب الفقہ و زعم من لا حظ لہ فی الفقہ شیئاً و
اغلب المصائب ناش من ید ہولاء الجہال ممن لا تحصیل لہ فید
عون الریاسۃ فیحکمون بغیر ما انزل اللہ اذ انک تعرف ان فی الفقہ
قلما یتفق الوفاق فکل من یفتی علی خلاف دعوی خصمہ فہو
بدعۃ و علیہ کل الفقہاء من اہل البدعۃ انا للہ وانا الیہ راجعون الا مما
تری و تسمع فی کل قرن ممن یعاند الشریعۃ لا غراض لہم
کحواشی معاویہ وامثالہ بل کمثل الحمار
"الہدایہ فی جزئیہ الولایہ صفحہ ۱۳۱ طبع اول قم" جو شخص یہ کہتا ہے کہ
اذان میں علی ولی اللہ کی شہادت ثابت نہیں ہے اور جو بات شریعت میں ثابت نہ ہو
وہ بدعت اور حرام ہے تو تم دیکھ لو کہ یہ قول غرائب میں سے ہے۔ یہ قول
نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا وھم و گمان ہے جس کو ذرا بھر فقہ جعفریہ کا علم نہیں ہے
اور اکثر ایسے مصائب اور فتوے ایسے ہی جاہلوں سے صادر ہوتے ہیں جو کہ مجتہد
ہونا تو دور کی بات ہے طالب علم بھی نہیں ہیں مگر رئیس المجتہدین ہونے کا دعوی کر
بیٹھتے ہیں اور خلاف قرآن فیصلے کرتے ہیں تمہیں علم ہی ہے کہ فقہی مسائل میں
اتفاقی مسائل بہت کم ہیں تاہم ایسے نام نہاد تو اپنے مخالف کے خلاف فوراً "بدعت کا

فتوی داغ دیتے ہیں۔ کیا اذان میں اس شہادت ثالثہ کے حق میں فتوے دینے والے
کل فقہاء اہل بدعت ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر زمانے میں
معاندین شریعت پائے جاتے ہیں جن کی مخصوص اغراض ہوتی ہیں جیسے کہ معاویہ کے
حاشیہ نشین ایسا کرتے تھے بلکہ اس قسم کے مفتی تو گدھے کی مثل ہوتے ہیں" شرم
شرم شرم"

نورین کریمین" کا مشترکہ اعزاز "منکرِ ولایت منکرِ رسالت ہے"

آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں
یا ابا الحسن ما اکرمنی اللہ بکرامۃ الا وقد اکرمک بمثلہا و خصنی
بالنبوۃ والرسالہ وجعلک ولی فی ذلک والذی بعث محمدا بالحق
نبیا ما آمن بی من انکرک ولا اقربی من حجدک ولا آمن باللہ و
بی من کفر بک وان فضلک لمن فضلی وان فضلی لک فضل
ففضل اللہ نبوۃ نبیکم و رحمتہ ولایۃ علی فبذلک قال بالنبوۃ و
والولایۃ فلیفرحوا "بشارۃ المصطفی لشیعہ المرتضی" طبرسی
صفحہ ۱۷۸ صفحہ ۱۷۹
اے ابو الحسن اللہ تعالی نے مجھے جو اعزاز عطا فرمایا ہے تمہیں بھی ویسا اعزاز عطا
فرمایا اور مجھے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور تمہیں میرا ولی قرار دیا
پس اس خالق کی قسم جس نے محمد کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا جس نے تمہارا انکار
کیا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا اور جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میری رسالت کا
اقرار نہیں کیا جس نے تم سے کفر کیا وہ مجھ پر اور اللہ پر ایمان نہیں لایا تمہاری
فضیلت میری فضیلت ہے اور میری فضیلت تمہاری فضیلت پس قرآن میں اللہ کے

فضل سے مراد تمہارے نبی کی نبوت ہے اور رحمت سے مراد ولایت علی بن ابی
طالب ہے شیعان علی کو چاہیے کہ وہ اس عقیدہ نبوت و ولایت پر خوشی کا اظہار
کریں۔

ایک اعتراض کی رد

اگر کوئی مخالف مذہب ہماری اذان میں شہادت علی ولی اللہ پر زبان
درازی کرے تو اس سے کہہ دیجئے کہ کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۳۴ احناف کی کتاب
میں وارد ہے کہ بلال صرف اتنی اذان دیتے تھے اشہدان لا الہ الا اللہ حی علی الصلاۃ
لیکن حضرت نے ان سے کہا کہ تم اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کا اضافہ
بھی کرو اور آنحضرتؐ نے اس کی تائید فرمادی اگر تم ایک صحابی کی خواہش پر اذان
میں رسالت کی شہادت دیتے ہو تو ہمیں ملائکہ اور اہل بیتؑ کی ہدایات پر عمل کرتے
ہوئے اذان میں علی ولی اللہ کہنے سے کون روک سکتا ہے۔

علامہ محدث حر عاملی کی تائید

علامہ جلیل محمد بن حسن حر عاملی اگرچہ اخباری مسلک سے تعلق رکھتے
تھے اگرچہ وسائل الشیعہ میں انہوں نے شیخ صدوق کے کلام درباب اذان کو بلا
تنقید نقل کردیا جس سے سب علماء یہ خیال کرنے لگے کہ وہ بھی اس مسئلہ میں شیخ
صدوق کے حامی ہیں مگر الحمد اللہ کہ انہوں نے اپنی دوسری کتاب ہدایۃ الامۃ میں
وضاحت فرمادی کہ وہ اذان میں شہادت علی ولی اللہ کو علامہ مجلسی کی طرح جزء
مستحب قرار دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے لکھا ہے

ان ما ذکرہ شیخنا فی البحار قوی و نعم ما قال واختارہ صاحب
الحدائق ایضا بقولہ بعد الحکایہ جید

ہمارے بزرگ علامہ مجلسی نے شہادت ثالثہ کے متعلق بحار الانوار میں جو کچھ بیان
فرمایا ہے وہ قوی ہے اور انہوں نے بہت ہی بہترین قول بیان کیا ہے اور صاحب
کتاب الحدائق نے بھی ان کا قول حکایت کرنے کے بعد اس کو بہترین قول قرار دیا
ہے الہدایہ صفحہ ۱۴ الحدائق جلد ۷ صفحہ ۴۰۳ اسی طرح سہو و نسیان کے مسئلہ میں
بھی انہوں نے شیخ صدوق کے بارے میں لکھا ہے

من روی السھو فانہ احق بالغلط والسھو

جو کوئی نبی یا امام کے بارے میں سہو ہونے کی روایت کرتا ہے وہی اس قائل اور
اس بات کا حقدار ہے کہ اسی کو غلط اور مبتلائے سہو قرار دیا جائے۔

قم سے صدائے حق کی گونج اور ہماری تائید

ہم تو یہاں بیس سال سے مقصرین کے خلاف مصروف پیکار تھے کہ
اذان و اقامت میں شہادت ولایت علی علیہ السلام ہماری پہچان اور ہمارا شعار ہے
ہمارے خلاف ایک محاذ مخالفت برپا تھا مگر ہم نے پرواہ نہ کی۔

نہ چھیڑ اے بد مقصر میرے ایمان ولایت کو
مجھے گھٹی پلائی میری ماں نے حب حیدر کی

ہم نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام نے
تشہد میں بھی شہادت ثالثہ کے ذکر کو سنت قرار دیا ہے ہمارے خلاف ایک طوفان
مخالفت کھڑا ہوگیا مگر ہم نے پائے استقلال میں جنبش نہ آنے دی اور ڈھکو صاحب
نے ہمارے خلاف اصلاح الرسوم میں خصوصی طور پر بے تہذیبی اور بدکلامی
استعمال کی مگر الحمد اللہ کہ ہمارا جہاد رنگ لایا ہے اور اب قم مقدسہ کے ایک عرب
فاضل جلیل علامہ عبدالحلیم غزی نے الشہادۃ الثالثۃ المقدسہ کے نام سے چار سو

پچھتر صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب عربی زبان میں لکھ کر اذان اقامت تشہد نماز میں
اور کئی اعمال و ظائف میں علی ولی اللہ کی شہادت کو بے شمار آیات و احادیث سے
ثابت کر دکھایا ہے یہ کتاب قم مقدسہ سے ہیئت قمر بنی ہاشم نامی انجمن نے بڑے
شاندار انداز میں طبع کرائی ہے خداوند عالم ایسے مجاہدین کو سلامت رکھے درحقیقت
شیخ صدوق کے فتوے نے جو قم کی عظمت پر زنگ لگایا تھا یہ کتاب اس کا کامیاب
ترین رد عمل اور تدارک ہے علماء پاکستان سے اس کتاب کے مطالعہ کی خصوصی
سفارش کرتا ہوں۔

اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ
دلائل کی روشنی میں
دلیل اول اذان معراج

۱) شیخ صدوق نے علل الشرائع جلد اول صفحہ ۳۱۳ طبع نجف میں حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب شب معراج جبرائیل نے
دوسرے آسمان پر اذان دی تو ملائکہ ان کی ہر ہر فصل اذان پر حکایت فصل
کرتے رہے جب انہوں نے اشہد ان محمداً" رسول اللہ دو مرتبہ کہا تو ملائکہ نے یوں
جوابی حکایت ادا کی مرحبا بالاول و مرحبا" بالاخر محمد خاتم
النبیین و علی خاتم الوصیین مرحبا ہو اول یعنی محمد مصطفیٰ کے لیے جو
خاتم الانبیاء ہیں اور مرحبا ہو آخر کے لیے یعنی جو علی خاتم الاوصیاء ہیں جب جبرائیل
نے اذان میں صرف شہادت رسالت ادا کی تو فرشتوں کو صرف ان کا نام لے کر
مرحبا کہنا چاہیے تھا ان کی زبان پر یہ علی خیر الوصیین کا ذکر کس طرح آ گیا سیاق و
سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل نے شہادت رسالت کے ساتھ ولایت کا بھی ذکر
کیا اسی لیے ملائکہ نے دونوں کا نام لے کر مرحبا کہا اسی وجہ سے اسی حدیث میں

آگے یہ الفاظ آئے ہیں۔ صوتین مقرونین بمحمد تقوم الصلاہ وبعلی
الفلاح یہ دونوں آوازیں ساتھ ساتھ پیوستہ ہیں کیونکہ محمدؐ کے لیے نماز قائم ہوتی
ہے اور علیؑ کے ذریعے اس کی کامیابی ہوتی ہے علامہ مجلسی نے اسی کی تشریح میں
بحار الانوار صفحہ ۲۵۵ جلد ۸۲ میں فرمایا ہے ای الصلاہ رسول اللہ والفلاح
امیر المومنین وھما متحدان من نور واحد مقرونان قولا و عملا یعنی
صلوۃ سے مراد رسول اللہ اور فلاح سے مراد امیر المومنین ہیں اور دونوں ایک نور
سے مخلوق ہونے کی وجہ سے متحد ہیں اور قول و فعل میں دونوں ساتھ ساتھ پیوستہ
ہیں مگر راوی نے از راہ تقیہ اس حدیث میں شہادت ولایت اور حی علی خیر العمل
دونوں کا ذکر نہیں کیا علامہ مجلسی اعتراف کرتے ہیں وترک حی علی خیر
العمل من الرواہ تقیۃ (بحار جلد ۸۲ ر ۲۴۵) لہذا امام جعفر صادق علیہم السلام
نے ہیں فصول اذان کا ذکر دوسری حدیث میں واضح طور پر ارشاد فرما کر ثابت کیا کہ
اذان معراج میں جبرئیلؑ نے شہادت ولایت علیؑ بھی ادا کی تھی اس کی تائید دوسری
حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

جو حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمائی۔ لا یکون مسلما من قال ان
محمدا رسول اللہ فاعترف بہ ولم یعترف ان علیا وصیہ و خلیفتہ
(بحار نہم ر ۲۶ قدیم) وہ کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جو محمد رسول اللہ کہے اور اس کا
اعتراف کرے مگر یہ اعتراف نہ کرے کہ علی ان کے وصی و خلیفہ ہیں۔ اس طرح
تب معراج انبیاء علیہم السلام کے شہادات ثلثہ کا اقرار کرنے کی روایات کتب
فریقین میں موجود ہیں۔

اوقات نماز میں آسمانی فرشتہ کی اذان میں شہادت ثالثہ

۱ خود شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ نجف اشرف میں جناب امیرالمومنین علی ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے

ان للہ ملکا لہ جناحان جناح فی المشرق و جناح فی المغرب فاذا حضر وقت الصلوۃ فینادی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا سید النبیین وان وصیہ سید الوصیین

بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جس کا ایک پر مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو وہ اذان دیتا ہے جس میں کہتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور محمد انبیاء کے سردار ہیں اور ان کے وصی تمام اوصیاء کے سردار ہیں نیز تفسیر نور الثقلین جلد ۳ صفحہ ۶۱۲ تفسیر قمی سورہ نور کے ذیل میں صفحہ ۳۵۹ پر بھی یہ روایت موجود ہے جس میں الفاظ اس طرح وارد ہیں

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ خاتم النبیین وان وصیہ خیر الوصیین

تاہم اس سے یہ ثابت ہوا کہ خود جناب امیرالمومنین اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ فرشتہ تا قیامت اپنی اذان میں توحید و رسالت و ولایت و وصایت علی کی گواہی دے رہا ہے اور دیتا رہے گا اب ڈھکو صاحب جنہوں نے احسن الفوائد میں ثابت کیا ہے کہ تمام فرشتے شیعہ عقیدہ کے مطابق معصوم ہیں اب وہ بتائیں کہ اگر فرشتے کی یہ اذان بدعت پر مشتمل ہے یا اس کا تعلق فرقہ مفوضہ و غالی سے ہے تو امیرالمومنینؑ نے اس فرشتے کے لیے اصلاح الرسوم کی طرح یہ پیغام کیوں نہ پہنچا دیا۔

کہ تم میرا نام اذان میں شامل کر کے بدعت کر رہے ہو باز آجاؤ ڈھکو صاحب نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ اذان میں شہادت ثالثہ کی بدعت چوتھی صدی میں شروع ہوئی مگر یہ فرشتہ تو ہمیشہ شروع ہی سے یہ اذان دیتا چلا آرہا ہے اس کی اصلاح کیوں نہ کی گئی؟ جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے تو یہ بھی منقول ہے آسمانوں اور زمین کی خلقت کے وقت بھی اللہ نے ایک فرشتہ سے یہی اذان دلوائی اور اس نے تین مرتبہ اشھد ان علیا امیرالمومنین حقاً کہہ کر ولایت علی کی گواہی دی (کافی جلد اول صفحہ ۴۴۱) امالی صدوق مجلس ۸۸ ۱

دلیل دوم
اذان امام جعفر صادق علیہ السلام

ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیس فصول اذان کی جو حدیث نقل کی ہے اس پر امام کا عمل بھی منقول ہے داؤد رقی کی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ لما طلع الفجر اذن واقام بحی علی خیر العمل و آل محمد خیر البریہ ہمیں بیت اللہ پہنچے وقت صبح ہو گئی اور جب طلوع فجر کا وقت ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اذان و اقامت کہی اور ان میں حی علی خیر العمل کہا اور آل محمد خیر البریہ بھی کہا ملاحظہ ہو بحیثہ الابرار جلد دوم صفحہ ۱۸۴ طبع تبریز اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے پانچویں صدی کے اعلم مجتہد فقیہ قاضی سعد الدین عزالدین عبدالعزیزؒ بن نحریر المعروف بابن براج مفتی طرابلس شام متوفی ۴۸۱ھ تلمیذ رشید شیخ طوسیؒ نے یہ فتویٰ دیا۔

یستحب لمن اذن و اقام ان یقول فی نفسہ عند حی علی خیر العمل آل محمد خیر البریہ مرتین ملاحظہ ہو بحار الانوار جلد ۸۴ صفحہ ۱۸۲ بحوالہ کتاب الذکریٰ شہید اولؒ یعنی اذان واقامت کہنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ

حی علیٰ خیر العمل کہنے کے ساتھ" آل محمد خیر البریہ کی شہادت بھی دے اگر چہ بلند آواز سے نہ دے سکے تو آہستہ کہہ دے انہوں نے بھی ان احادیث کے استناد پہ یہ فتویٰ دیا جن کے راویوں کو صدوقؒ نے غالی مفوضہ کہہ کر رد کر دیا تھا۔ جبکہ ان کی نظر میں راویوں کا مستند اور صحیح العقیدہ ہونا ثابت ہو گیا تھا۔

دلیل سوم
تاکیدات اہل بیت اطہار علیہم السلام
در عقیدہ ولایت

شیخ صدوقؒ شیخ طوسیؒ شہید اولؒ سب نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں اذان و اقامت میں "اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ" دو بار یا "اشہد ان آل محمد خیر البریہ" یا "خیر البشر" دو بار کے کلمات وارد ہوئے ہیں اور شیخ طوسیؒ نے کتاب المبسوط میں یہ اعتراف کیا کہ ان کلمات کا اذان و اقامت میں بجالانا گناہ و معصیت نہیں ہے جیسا کہ ان کا قول حاشیہ شرح لمعہ طبع جدید جلد اول صفحہ ۲۴۰ میں منقول ہے اور علامہ مجلسیؒ نے اس کو بحار الانوار جلد ۸۳ صفحہ ۱۱۱ میں حکایت کیا ہے یہ روایات و درایت کے لحاظ سے شیعہ اصول عقائد کے عین مطابق ہیں مثلاً" حسن بن زیاد عطار نے اپنا عقیدہ جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے برائے تصدیق پیش کیا تو اس میں یہ بھی کہا اشهد ان عليا امام محمد رسول الله فرض طاعته من شک فيه كان ضالا و من جحده كان كافرا (امالی شیخ مفید صفحہ ۱۸) میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ کے بعد علیؑ ہی ایسے امام ہیں جن کی اطاعت کو حضورؐ نے فرض کیا جس نے اس میں شک کیا وہ گمراہ ہوا اور جس

نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہوا (بحار جلد ۲۷ صفحہ ۳۲۸) ائمہ اطہارؑ کی کا
میں وارد ہوا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد ولایت علیؑ ہے "صراط مستقیم
صفحہ ۲۸۴" فرمان صادق علیہ السلام کے مطابق عقیدہ ولایت امیر المومنینؑ
شخص کو مرتد و کافر قرار دیا گیا ہے (حوالہ بالا صفحہ ۲۹۰) خطبہ غدیر میں آ
اعلان ولایت علیؑ کے بعد فرمان وان تكفروا فان الله غنى عنكم اگر
کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے حوالہ بالا صفحہ ۳۰۳ اس خطبہ میں اعلا
خاص تاکید کی گئی ہے پورا خطبہ قوم کے لیے تازیانہ عبرت ہے ابن
منقول ہے کہ بروز قیامت خود حضرت امیر المومنین میدان محشر میں اذا
اور فرما دیں گے الا لعنة الله على الذين كذبوا بولايتى (بحار جلد
۴۶۲) آگاہ ہو جاؤ میری ولایت کی تکذیب کرنے والے پر اللہ کی لعنت
معتبر کے مطابق آنحضرتؐ حبشیوں قبطیوں عجم و عرب کو کلمہ شہادت پ
سے یہ بھی اقرار کرایا کہ علیؑ امیر المومنین اور میرے بعد ولی الامر ہیں
شہادات تین صحیفہ میں تحریر کروائیں بحار جلد ۹ صفحہ ۳۳۳ آنحضرتؐ کا ا
کہ من سره ان يلج النار فليترك ولايته جو شخص اس بات پر خو
جہنم میں داخل ہو جائے تو وہ علیؑ کی ولایت چھوڑ دے (بحار نہم صفحہ ۲۰
خطبہ میں فرمان رسالت ہو" لن يتوب الله على احد انكر و لا
ولایت علیؑ کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا۔ (احتجاج طبرسی صفحہ ار ۸۴) ا
بن معاویہ عجلی کی حدیث میں ارشاد امام جعفر صادق علیہ السلام ہے اذا ق
لا اله الا الله محمد رسول الله فليقل على امير المومنين
جلد اول صفحہ ۲۳۰ صفحہ ۲۳۱ جب تم میں سے کوئی شخص لا الہ الا اللہ م
کہے تو علیؑ امیر المومنین بھی کہے ابو القاسم بن معاویہ کافی کے راوی
معروف و ثقہ ہیں ان کی حدیث وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ ۲۰۰ میں
علماء رجال اس کے باوثوق ہونے پر متفق ہیں اور محض نساخ کی غفلت

گیا ہے ورنہ یہ ابو القاسم ہے مصنف نے اس کو مجہول قرار دیا ہے جو کہ اصطلاحاً غلط
ہے کتاب الرواشح السماویہ صفحہ ۶۰ میں ہے کہ مجہول وہ راوی ہوتا ہے جس کے
نامعلوم ہونے پر آئمہ علم رجال متفقہ فیصلہ دیں اگر کوئی ایک فرد کسی راوی سے
ناواقف ہو تو وہ اس کو مجہول کی بجائے "مجہول عندی" کہے گا۔ (الذریعہ جلد ۴
ر۴۶۷) ان روایات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اذان تمام اجزاء ایمان پر
مشتمل ہے جس میں توحید و رسالت جزء ایمان ہے تو جزء اذان بھی ہے اسی طرح
جب ولایتِ علیؑ ایمانیات میں شہادتین کے ساتھ پیوستہ ہے تو یقیناً" جزء ایمان بھی
ہے اور جزء اذان بھی ہے روایات ولایت میں کوئی ایسا خاص پہلو نہیں پایا جاتا جس
سے فرقہ مفوضہ یا غالیوں کے نظریات و عقائد کو تقویت ملتی ہو اگر بالفرض آنحضرتؐ
اس کو اذان میں واجب و واضح طور پر شامل کرنے تو ہم انکار کرنے کی جرأت نہیں
کر سکتے تھے اگر یہ اذان میں کہنا حرام و ممنوع ہوتا تو امام واضح طور پر فرما دیتے کہ
اے لوگو تم ولایت علی کو بس عقیدہ تک محدود رکھنا اذان و اقامت میں ہرگز نہ کہنا
ورنہ یہ باطل ہو جائے گی جیسا کہ خود ڈھکو صاحب نے یہ قاعدہ تسلیم کیا ہے کہ "کسی
شے کا جواز محتاج دلیل نہیں ہوتا حرمت محتاج دلیل ہوتی ہے" (اصلاح الرسوم صفحہ
۱۴۷) اب ڈھکو صاحب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسی حدیث تلاش کریں جس
میں تحریم کا حکم وارد ہو ہم نے تو استحباب پر ایک حدیث نہیں بلکہ کئی احادیث پیش
کر دی ہیں۔

چوتھی دلیل
فقہی قاعدہ و ضابطہ
میں اذان اور شہادت ولایتِ علیؑ

اگر بفرض محال ہم ان تمام احادیث و روایات سے دستبردار بھی
ہو جائیں تب بھی فقہی قواعد کے مطابق اذان و اقامت میں ذکر شہادت ولایتِ علیؑ کا

جواز ثابت ہے کیونکہ فقہ جعفریہ میں اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا جائز ہے
حرام نہیں ہے عمر بن ابی نصر کی روایات ہے قلت لابی عبداللہ لیتکلم
الرجل فی الاذان قال لاباس قلت فی الاقامۃ قال لاباس (الوافی صفحہ ۹۱
جلد اول) میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا آیا اذان و اقامت کے
درمیان کلام کرنا جائز ہے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اس طرح کی متعدد احادیث معتبرہ
المستدرک جلد اول صفحہ ۳۵۲ میں بھی وارد ہوئی ہیں اسی قاعدہ کی رو سے اذان و
اقامت میں آنحضرتؐ کا اسم گرامی لینے کے بعد ان پر درود پڑھنا جائز ہے اور
روایت ہے کہ "صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین" کہے (مکارم الاخلاق صفحہ ۲۹۸
طبرسی) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں صل علی النبی کلما ذکرتہ او ذکرہ ذاکر فی
الاذان وغیرہ (الوافی جلد اول صفحہ ۸۸) یعنی جب بھی آنحضرتؐ کا ذکر کرو یا کوئی
اور ذکر کرے چاہے اذان میں یا ویسے کسی حال میں تم ان پر درود پڑھو۔
لہٰذا جب حالت اذان کے درمیان آنحضرتؐ کا نام لینے سے اگر موذن درود پڑھے گا
تو عین عبادت ادا کرے گا مگر یہ درود جزء اذان شمار نہ ہوگا اگر موذن کو دوران
اذان کلام کرنے کی اجازت شرعاً" حاصل ہے تو شہادت رسالتؐ کے بعد شہادتِ
ولایت ادا کرنا تو آنحضرتؐ کا مرغوب و پسندیدہ فعل ہے خود جناب امیر چاہتے تھے کہ
پیغمبر اسلامؐ کے نام کے ساتھ ان کا نام بھی لیا جائے جیسا کہ انہوں نے خطبہ مخزون
میں فرمایا ہے (فیہ) بیان الاسمین الاعلین اللذین جمعا فاجتمعا لا
یصلحان الا معاً" فیعرفان و یوصفان فیجتمعان قیامھما فی تمام
احدھما فی منازلھما (بحار جلد ۵۳ ر۸۰) قرآن میں ان دو بلند مرتبہ کا بھی ذکر
ہے جو جمع ہوئے تو اکٹھے ہو گئے اور دونوں ساتھ ساتھ ہی آنے کی صلاحیت رکھتے
تھے پس ان دونوں کو ساتھ ساتھ پہچانا جاتا ہے اور دونوں کا ساتھ ہی وصف بیان
کیا جاتا ہے وہ اپنے مراتب میں ایک دوسرے کو مکمل قائم رکھنے کے لیے ہی مجتمع
ہوتے ہیں علامہ مجلسی صفحہ ۸۸ پر شرح میں فرماتے ہیں المراد بالاسمین

گیا ہے ورنہ یہ ابو القاسم ہے مصنف نے اس کو مجہول قرار دیا ہے جو کہ اصطلاحاً غلط
ہے کتاب الرواشح السماویہ صفحہ ۶۰ میں ہے کہ مجہول وہ راوی ہوتا ہے جس کے
نامعلوم ہونے پر آئمہ علم رجال متفقہ فیصلہ دیں اگر کوئی ایک فرد کسی راوی سے
ناواقف ہو تو وہ اس کو مجہول کی بجائے "مجہول عندیٰ" کہے گا۔ (الذریعہ جلد ۴
ر ۳۶۷) ان روایات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اذان تمام اجزاء ایمان پر
مشتمل ہے جس میں توحید و رسالت جزء ایمان ہے تو جزء اذان بھی ہے اسی طرح
جب ولایتِ علیؑ ایمانیات میں شہادتین کے ساتھ پیوستہ ہے تو یقیناً" جزء ایمان بھی
ہے اور جزء اذان بھی ہے روایات ولایت میں کوئی ایسا خاص پہلو نہیں پایا جاتا جس
سے فرقہ مفوضہ یا غالیوں کے نظریات و عقائد کو تقویت ملتی ہو اگر بالفرض آنحضرت
اس کو اذان میں واجب و واضح طور پر شامل کرتے تو ہم انکار کرنے کی جرأت نہیں
کرسکتے تھے اگر یہ اذان میں کہنا حرام و ممنوع ہوتا تو امام واضح طور پر فرما دیتے کہ
اے لوگو تم ولایت علی کو بس عقیدہ تک محدود رکھنا اذان و اقامت میں ہرگز نہ کہنا
ورنہ یہ باطل ہو جائے گی جیسا کہ خود ڈھکو صاحب نے یہ قاعدہ تسلیم کیا ہے کہ "کسی
شئے کا جواز محتاج دلیل نہیں ہوتا حرمت محتاج دلیل ہوتی ہے" (اصلاح الرسوم صفحہ
۱۴۷) اب ڈھکو صاحب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسی حدیث تلاش کریں جس
میں تحریم کا حکم وارد ہو ہم نے تو استحباب پر ایک حدیث نہیں بلکہ کئی احادیث پیش
کردی ہیں۔

چوتھی دلیل
فقہی قاعدہ وضابطہ
میں اذان اور شہادت ولایتِ علیؑ

اگر بفرض محال ہم ان تمام احادیث و روایات سے دستبردار بھی
ہوجائیں تب بھی فقہی قواعد کے مطابق اذان و اقامت میں ذکر شہادت ولایتِ علیؑ کا

جواز ثابت ہے کیونکہ فقہ جعفریہ میں اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا جائز ہے
حرام نہیں ہے عمر بن ابی نصر کی روایات ہے قلت لابی عبداللہ ایتکلم
الرجل فی الاذان قال لاباس قلت فی الاقامۃ قال لاباس (الوافی صفحہ ۹۱
جلد اول میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا آیا اذان و اقامت کے
درمیان کلام کرنا جائز ہے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اس طرح کی متعدد احادیث معتبرہ
المستدرک جلد اول صفحہ ۳۵۲ میں بھی وارد ہوئی ہیں اسی قاعدہ کی رو سے اذان و
اقامت میں آنحضرتؐ کا اسم گرامی لینے کے بعد ان پر درود پڑھنا جائز ہے اور
روایت ہے کہ "صلی اللہ علیہ و آلہ الطاہرین" کہے (مکارم الاخلاق صفحہ ۲۹۸
طبرسی) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں صل علی النبی کلما ذکرتہ او ذکرہ ذاکر فی
الاذان وغیرہ (الوافی جلد اول صفحہ ۸۸) یعنی جب بھی آنحضرتؐ کا ذکر کرو یا کوئی
اور ذکر کرے چاہے اذان میں یا ویسے کسی حال میں تم ان پر درود پڑھو۔
لہٰذا جب حالت اذان کے درمیان آنحضرتؐ کا نام لینے سے اگر موذن درود پڑھے گا
تو عین عبادت ادا کرے گا مگر یہ درود جزء اذان شمار نہ ہوگا اگر موذن کو دوران
اذان کلام کرنے کی اجازت شرعاً" حاصل ہے تو شہادت رسالتؐ کے بعد شہادتِ
ولایت ادا کرنا تو آنحضرتؐ کا مرغوب و پسندیدہ فعل ہے خود جناب امیر چاہتے تھے کہ
پیغمبر اسلامؐ کے نام کے ساتھ ان کا نام بھی لیا جائے جیسا کہ انہوں نے خطبہ مخزون
میں فرمایا ہے (فیہ) بیان الاسمین الاعلین اللذین جمعا فاجتمعا لا
یصلحان الا معا" فیعرفان و یوصفان فیجتمعان قیامھما فی تمام
احدھما فی منازلھما (بحار جلد ۵۳ ر ۸۰) قرآن میں ان دو بلند مرتبہ کا بھی ذکر
ہے جو جمع ہوئے تو اکٹھے ہوگئے اور دونوں ساتھ ساتھ ہی آنے کی صلاحیت رکھتے
تھے پس ان دونوں کو ساتھ ساتھ پہچانا جاتا ہے اور دونوں کا ساتھ ہی وصف بیان
کیا جاتا ہے وہ اپنے مراتب میں ایک دوسرے کو مکمل قائم رکھنے کے لیے ہی مجتمع
ہوتے ہیں علامہ مجلسی صفحہ ۸۸ پر شرح میں فرماتے ہیں المراد بالاسمین

محمد و علی صلوات اللہ علیہما ان دونوں ناموں سے مراد محمد و علی
صلوات اللہ علیہما کے اسماء گرامی ہیں اذان کا مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے عقیدے
کا اعلان کرے چنانچہ قرآن کریم میں ورفعنا لک ذکرک آیا ہے اے رسول ہم
نے تمہارے ذکر کو بلند کردیا اس کی تفسیر میں منقول ہے لاتتم الشهادة الا ان یقال
لا الہ الا اللہ و اشهد ان محمداً رسول اللہ ینادی علی المنار فلا یرفع
صوت بذکر اللہ الا رفع بذکر محمد (نور الثقلین جلد ۵ ر ۶۰۴) توحید کی
شہادت آنحضرتؐ کی رسالت کی شہادت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور جب بھی کسی
مینار پر ذکر اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے ساتھ ہی محمدؐ کے ذکر کی آواز بھی بلند کی جاتی
ہے آنحضرتؐ کے ذکر کے ساتھ مولائے کائنات کا ذکر خود آنحضرتؐ کی اپنی پسند ہے
اسی لیے تو ابن ابی حدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۲۱ طبع مصر میں اس
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے وباسمہ ینادی فی مشارق الارض و
مغاربھا زمین کی مشرقوں سے مغربوں تک ہر جگہ نام علیؑ کی اذان دی جاتی ہے
کیونکہ آنحضرتؐ کا اپنا ارشاد ہے یا علی ما اکرمنی اللہ بکرامۃ
الا واکرمک بمثلها (غایت المرام بحوالہ الہدایہ عراقی صفحہ ۱۵۳) یا علی خداوند
عالم نے مجھے جو بھی عزت و عظمت عطا فرمائی ہے وہ تمہیں بھی عطا کی ہے گویا
مطابق آیت مباہلہ و آیت اولی بالمومنین من انفسہم
ہر فضیلت ذکری میں امیر المومنینؑ کی شمولیت و شرکت ہمیشہ مومنین و محبین آل محمدؐ کا
معمول چلا آرہا ہے اس کا انکار وہی کرے گا جس کو ان ذوات مقدسہ سے دلی عناد
ہو کیونکہ ہمیشہ شہادتین کے وقت شہادت ولایت علیؑ کا ذکر مرغوب شریعت ہے
لہذا اذان و اقامت میں مستحب ہے ارشاد صادق ہے اذا قال احدکم لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ فلیقل علی امیر المومنین (بحار جلد ۸۴ ر ۱۱۲ ر احتجاج
جلد دوم ۸۳) جب تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو علی امیر
المومنین بھی کہے ہمیشہ اس حدیث کو فقہاء متقدمین و متاخرین نے ثقہ تسلیم کیا ہے

صرف خالصی نے احیاء الشریعہ میں اور پھر ڈھکو نے قوانین الشریعہ میں حسب عادت
اس کی سند پر زبان درازی کی ہے حالانکہ حدیث معراج میں بھی وارد ہے
فاخترت علیا وشققت لہ اسما من اسمائی فلا اذکر فی موضع الا
ذکر معی فانا الاعلی وھو علی میں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا اور ان کا نام اپنے
نام سے مشتق کیا جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں علیؑ کا ذکر ہوگا میں اعلی ہوں وہ علیؑ
ہے (الموجز صفحہ ۱۷۴) آنحضرتؐ کا ارشاد ہے
انی سئلت اللہ ان یذکرک فی کل مورد یذکرنی
(ہدایۃ الطالبین صفحہ ۱۵۰) میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ جب میرا ذکر کرے یا علی
تیرا ذکر کرے بھی کرے لہذا یہ شہادت قواعد شریعت کے عین مطابق ہوگی بدعت نہ
ہوگی۔

پانچویں دلیل
اجماع عملی فقہاء شیعہ

جب روایات سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی اذان و
اقامت میں بیس فصول کہتے تھے اور متعدد روایات میں باقاعدہ حکم وارد ہے کہ
اذان میں یہ شہادت بجالاؤ تو صرف غیبت کبریٰ کے بعد ہی نہیں بلکہ آئمہ اطہار
کے زمانہ سے یہ شیعوں کا معمول چلا آرہا ہے اگر یہ حکم غیر شرعی ہوتا تو جہاں امام
زمانہ نے غیبت کبری و صغری میں اپنے وکلاء کو بہت سے احکام جاری فرمادیے اور
بہت سے کذابین سے بیزاری اختیار کرنے کا حکم دیا کسی توقیع میں امام اس سے بھی
منع کردیتے کہ کوئی شیعہ اذان و اقامت میں یہ شہادت نہ بجالائے۔بلکہ ہر زمانہ میں
علماء عارفین کا براہ راست امام معصومؑ تک روحانی تعلق بھی رہا ہے جیسے مقدس اردبیلی
بلکہ سرکار سید محمد مہدی بحرالعلوم کے متعلق تو لکھا ہے کہ
کان یرد الحرم و کثیراً ما یسئل الامام عما یختلج فی نفسہ من

امور الدین فیجاب بلا ستر و حجاب
(مقدمہ فوائد رجالیہ صفحہ ۷۱ / ۴۰ طبع نجف) اکثر یہ حرم مولائے علیؑ میں وارد ہو کر
امام سے اپنے دل میں آنے والے مسائل امور دینیہ دریافت کرتے تھے اور قبر
مطہر سے بلا حجاب ان کو سوالوں کے جواب ملتے تھے مگر انہوں نے ذرہ بخشیہ میں
صاف فتوی دیا ہے کہ جب ولایت کے کلمہ سے دین مکمل ہوا ہے تم اس سے اذان
و اقامت میں شہادتین مکمل کرلو کئی مرتبہ مسجد سہلہ مسجد سامراء میں یہ براہ راست
امام زمانہؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے مگر کہیں امامؑ نے ان کو منع نہیں فرمایا کہ تم
اس بدعت کے خلاف ڈٹ جاؤ اور علیؑ کا نام خواہ مخواہ اذان و اقامت میں ڈال کر
میری روح کو اذیت نہ دو چودہ سو سال سے شیعہ فقہاء و مجتہدین کا اجماع عملی حجت
ہے اور وہ اس بات سے کاشف ہے کہ امام معصومؑ اس اجماع میں شامل اور اس
کے موید ہیں مگر اجماع میں ایسے منحرف لوگوں کا شامل ہونا ضروری نہیں جو ہمیشہ
ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانے کے جنون میں مبتلا رہتے ہیں۔

چھٹی دلیل

اذان حضرت علیؑ کا قرآنی نام ہے

احادیث کثیرہ معتبرہ سے ثابت ہے کہ قرآن مجید میں اذان علی علیہ
السلام کا اسم گرامی بن کر آیا ہے مولا نے خطبہ افتخاریہ میں فرمایا ہے
انا اذان اللہ فی الدنیا و موذنہ فی الاخرہ
میں دنیا میں اللہ کی اذان ہوں اور آخرت میں اللہ کا موذن ہوں ابن عباس کا فرمان
ہے
ان لعلی آیۃ فی کتاب اللہ لا یعرفھا اکثر الناس قولہ اذن موذن بینھم
یقول الا لعنۃ اللہ علی الذین کذبوا بولایتی واستخفوا بحقی
(بحار الانوار جلد کمپانی صفحہ ۳۶۲) اللہ کی کتاب میں علیؑ کے لیے ایک آیت ہے جس

کو اکثر لوگ نہیں جانتے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان علیؑ ایک موذن کے
طور پر یہ اذان دیں گے کہ آگاہ ہو جاؤ جن لوگوں نے میری ولایت کو جھٹلایا ہے اور
میرے حق کو بے قدر و سبک سمجھا ہے ان پر اللہ کی لعنت ہے۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سورہ توبہ میں جو لفظ اذان وارد
ہے
ھو اسم نحلہ اللہ علیا من السماء فسماہ اللہ اذانا
بحار جلد نہم صفحہ ۶۹ وہ علی کا نام ہے جو ان کو اللہ تعالی نے آسمان سے نازل کر کے
عطا فرمایا ہے ابن عباس کی دوسری روایت میں منقول ہے
قال الاذان امیر المومنین علی بن ابی طالب ھو النداء الذی نادی بہ
(بحار نہم صفحہ ۷۱) اذان سے مراد خود امیر المومنینؑ علی ہیں اور وہ خود ہی ندائے
اذان ہیں جس کی منادی کی جاتی ہے یا کی جائے گی لہذا ثابت ہوا کہ علی کل ایمان
بھی ہیں اور کل اذان بھی ہیں ان کو اذان سے بے دخل کرنے والا نافرمان بھی ہے
اور شیطان بھی۔

ساتویں دلیل

صحابہ کرامؓ کا معمول

آیۃ اللہ عبدالنبی عراقی نے ہدایۃ الطالبین صفحہ ۱۵۵ میں لکھا ہے
ان سلمان الفارسی ذکر الشھادۃ بالولایۃ لعلی بعد الشھادۃ
بالرسالۃ فی زمن النبی و ابوذر کان یذکرھا ویقول اشھد ان علیا
ولی اللہ
حضرت سلمانؓ نے آنحضرتؐ کے عین حیات میں اذان میں شہادت رسالت کے بعد
علی کی ولایت کی شہادت دی اور ابوذرؓ بھی اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ کہا کرتے
تھے۔ شرح العروہ الوثقی آیۃ اللہ شیرازی جلد ۳ / ۲۵ (بحوالہ السلافہ فی امر الخلافہ

مخطوط مکتبہ ظاہریہ دمشق شام)

خالصی کی مذہب دشمنی اور اس کے سیاسی عوامل

مذھب میں پھوٹ ڈالنے کے لیے کرائے کے مولویوں کو خریدنا استعمار کا قدیمی حربہ ہے خالصی کے والد عظیم آیۃ اللہ شیخ مھدی خالصی اور ان کے بھائی عبدالحسین خالصی اور خود شیخ محمد خالصی اذان و اقامت میں علی ولی اللہ کی شھادت دیتے رہے مگر ۱۹۵۰ء کے قریب جب عراق میں ہاشمی خاندان کی شاھی حکومت کے بالمقابل کیمونسٹ پارٹی البعث نے اپنا سیاسی جال بچھانا شروع کردیا تو سیاسی طور پر عراق کے شیعوں میں پھوٹ ڈالنا البعث کی ضرورت تھی کیونکہ ہاشمی خاندان کا اقتدار شیعوں کے لیے بڑا مضبوط سہارا تھا چنانچہ کیمونسٹوں نے خالصی کو استعمال کیا اور اس سے یہ فتوے دلوائے کہ اذان و اقامت میں علیؑ کی ولایت کی گواہی دینا حرام ہے ماتم و زیارت کی مخالفت میں اس نے کاظمین سے کربلا جانے والا چہلم کا جلوس بند کرایا پھر یہ فتوی دیا کہ خرگوش کھانا جائز ہے عید نوروز منانا حرام ہے ماتم زنجیر کرنا ضریح کے اردگرد طواف کرنا یا میت کو طواف کرانا یہ سب شرک کفر اور یہ سب حرام کام ہیں جیسا کہ آج پاکستان میں ڈھکو صاحب خالصی کے ان چبے چبائے لقموں کو ہی اچھال رہے ہیں خالصی نے اس دوران سعودی عرب کا دورہ بھی کیا امریکی یونیورسٹی بیروت والوں نے بھی اس کو بلوا کر کانفرنس کروائی خالصی کے اردگرد مسلح غنڈے ہوا کرتے تھے جنھوں نے کئی مرتبہ زائرین بلکہ علماء و طلبہ پر بھی قاتلانہ حملے کئے خالصی کی ناپاک سازشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعثی حکومت نے ۱۹۵۸ء میں ہاشمی خاندان کو تباہ و برباد کرکے عراقی اقتدار پر قبضہ کرلیا اور آج تک وہاں کے شیعہ خالصی کی غلط پالیسیوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اسی وجہ سے خالصی کا یہ رویہ علماء نے سخت ناپسند کیا سرکار آیۃ اللہ سید عبدالحسین شرف الدین عاملیؒ نے لکھا ہے

قد اخطاء و شنمن حرم ذلک و قال انھا بدعۃ فمن این جائت البدعۃ والحرام وما الغایۃ بشق عصا المسلمین فی ھذہ الایام

(النص والاجتھاد صفحہ ۲۰۸) جس نے اذان و اقامت میں علی ولی اللہ کو حرام و بدعت قرار دیا ہے اس نے بڑی خطا کی ہے اور یہ شاذ قسم کا مفتی ہے ورنہ یہ بدعت و حرام کہاں سے ہوسکتا ہے اور اس زمانہ میں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پردازی کرنے کا کیا مقصد ہے اسی طرح مفتی تبریز علامہ قاضی محمد علی طباطبائی مرحوم نے لکھا

فلا یعباء بتحریم من لیس لہ رتبۃ الاجتھاد من اھل ھذا العصر لھذہ الشھادۃ فے الاذان و الاقامۃ ولیس غرضہ الا تفرقۃ کلمۃ الشیعۃ والتھاب نار النفاق بینھم لتشکرہ النقطۃ الرابعۃ حاشیہ الانوار النعمانیہ" جلد اول"

صفحہ ۱۷۱ طبع تبریز پس اس زمانہ میں جو شخص مرتبہ اجتہاد پر فائز نہ ہونے کے باوجود اذان و اقامت میں اس شھادت کو حرام و بدعت قرار دیتا ہے اس کی پروانہ کرو کیونکہ ایسے تفرقہ پرداز نام نہاد بوگس مجتہد کا مقصد صرف یہی ہے کہ شیعوں میں نااتفاقی اور ناچاقی پیدا ہو اور ان میں منافقت کی آتش فتنہ بھڑکے اور (پار والے) اس کارنامے پر اس کا شکریہ ادا کریں۔ گویا علامہ طباطبائی نے فیصلہ کردیا کہ جو بھی مُلا شیعہ کہلا کر بھی ولایتِ امیر المومنینؑ کے خلاف فتوی بازی کرتا ہوا نظر آئے سمجھ لو کہ وہ مجتہد ہی نہیں ہے اور اس کی تقلید کرنا حرام ہے مومنین ہوشیار و خبردار رہیں۔ "آج ہمارے ملک میں شیعہ جن مصائب و آلام کے طوفان کی زد میں کھڑے ہیں علماء کا فرض یہ تھا کہ وہ ان کے باہمی اتحاد کا تحفظ کرتے مگر اغیار کے حملوں کا دفاع کرنے کی بجائے اپنی ہی قوم اور اپنے ہی علماء مجتہدین و اساتذہ اعلام کو بدعتی مخترع مفوضہ ملعون ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرنا کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ خود بدعت کی بدترین مثال ہے شاید اس فتوی سے ملی کمپنی کے ساتھ انڈر گراؤنڈ کوئی سودے بازی ہوئی ہوگی۔

مصر میں خلفاء فاطمیین کے زمانہ میں

اذان اور شہادت ثالثہ

علامہ سید حسن الامین لکھتے ہیں لما دخل القائد جوھر بجیشہ المظفر وشہد صلوۃ الجمعۃ فی ۸ جمادی الاولی سنۃ 358 ھ بجامع ابن طولون اذن المؤذنون بقولھم حی علے خیر العمل ثم اذن بہ الجامع الازھر وجمیع المساجد الاخری وکان الاذان ایام الفاطمیین یتضمن ایضا " بعض الدعوات المذھبیۃ کقولھم "علیؑ خیر البشر"

جب قائد فاطمی جوہر اپنے کامیاب لشکر کے ساتھ بروز جمعہ ۸ جمادی الاول ۳۵۸ھ کو جامع ابن طولون قاہرہ میں داخل ہوا تو موذنوں نے اذان میں علی خیر العمل کہا پھر یہی اذان جامع الازہر اور دیگر تمام مساجد میں بھی دی گئی اور خلفاء فاطمی کے زمانہ میں اذان میں دیگر مذہبی دعوات کا بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ مثلاً " علی خیر البشر" دائرہ المعارف جلد سوم ص ۲۷۶ خلفاء فاطمیہ نے بڑے پیانہ میں عید میلاد النبی اور عیدؑ کا بھی اہتمام کیا اور ۳۴۹ھ میں روز عاشور بڑے بڑے علماء و قاضی سیاہ لباسوں میں ملبوس ہو کر سارا دن قرآن اور مراثی شہداء کربلاؑ و امام مظلومؑ پڑھتے تھے اور دستر خوان حزن پر فاقہ کشی کرائی جاتی تھی اور مکمل بازار بند کئے جاتے تھے تاریخ مقریزی جلد ۲ ر ۲۸۹ نجوم زاہرہ جلد ۵ ر ۱۵ گویا قرن چہارم میں شہادت ثالثہ در اذان ایران و عراق سے تجاوز کر کے مصر میں بھی مروج ہو چکی تھی اور خلفاء فاطمیہ کے دور میں عزاداری کے شانہ بشانہ یہ شہادت جاری و مروج رہی خلفاء فاطمیہ کے زمانہ میں جشن عید غدیر بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا تھا اور مبارکبادی کی تقریب میں بیش بہا انعامات و تحائف دیئے جاتے تھے انہوں نے رائج سکوں پر بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی افضل الوصیین لکھوایا ہوا تھا تفصیل کے لئے ہماری عربی تالیف مرقد

العقیلہ صفحہ ۳۶ مطبوعہ بیروت ملاحظہ فرمائیں گویا کہ غیبت کبری سے متصل زمانہ میں شیعہ اکثریت کی ریاستوں میں اذان و اقامت کے اندر شہادت ثالثہ مشہور عام ہو چکی تھی۔

اذان میں شہادت ولایتِ علیؑ اور شیعوں کی مجبوریاں

جناب امیر المومنینؑ کی ولایت کے کلمہ شہادت کی روایات کی اذان میں مکمل شہرت تامہ سے وہی حالات مانع رہے ہیں جو آنجناب کی خلافتِ بلا فصل کی ترویج سے مانع تھے حتی کہ خود منافقین نے تو اذان میں آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی کے کلمہ کو بھی برداشت نہ کیا جیسا کہ روایت میں ہے

ان المنافقین والملاحدۃ کانوا یتھمون النبی بانہ ادخل اسمہ فی الاذان من عند نفسہ واعلن بہ فی المنابر للشھرۃ وطلب الجاہ

(حاشیہ بحار جلد ۸۳ ر ۱۲۲) منافقین اور ملحد لوگ آنحضرتؐ پر تہمت لگاتے تھے کہ انہوں نے اپنا نام اذان میں خود ہی شامل کرلیا ہے اور شہرت و طلب جاہ کے شوق سے منبروں پر اس کا اعلان کیا ہے۔ (معاذ اللہ) چنانچہ زمخشری کی ربیع الابرار سے ثابت ہے کہ بنی امیہ ہمیشہ اذان میں آنحضرتؐ کے نام سے جلتے اور کڑھتے رہے میدانِ غدیر خم میں بعد مشکل اور خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے اعلان ولایت سے قبل اذان میں بلال سے حی علی خیر العمل کہلوایا تو حضور کے بعد بلال کو اذان دینے سے روک دیا کیونکہ وہ حی علی خیر العمل کہنے سے باز نہ آتے تھے اس کلمہ حی علی خیر العمل کہنے پر حضرت حسین بن علی شہید فخ کو بنی عباسیہ نے کئی سادات عظام کے ساتھ تہ تیغ کر ڈالا نور الدین زنگی نے ۵۴۲ھ اسی کلمہ کی وجہ سے حلب میں سنی شیعہ فساد برپا کرایا اور ۵۷۰ھ تک دونوں طرف سے کشت و خون کے واقعے ہوتے رہے حتی کہ سلطان سلیم خان عثمانی کے دور میں شیخ نوح حنفی کے فتوی

کی وجہ سے دس ہزار سے زیادہ شیعہ قتل کردیئے گئے اور ۱۲۱۲ھ میں جامع مسجد حلب میں ماہ رمضان میں پھر مذہبی فساد برپا کرائے گئے حتی کہ حلب شہر شیعوں سے خالی ہوگیا" تاریخ الغری جلد اول صفحہ ۱۹۲" چالیس ہزار سے زیادہ سادات شیعہ قتل کیے گئے حکومتیں اکثر مخالفین کی تھیں اور اکثر مساجد دشمنان اہل بیتؑ کے زیر قبضہ تھیں شیعہ حضرات گھروں میں چھپ چھپ کر نمازیں پڑھنے پر مجبور تھے باوجود اس کے بھی جہاں ذرا آزادی میسر آئی تو انہوں نے اذان میں کلمہ ولایت کی شہادت کی ترویج شروع کردی حتی کہ آج یہ شیعیت کی پہچان اور تشخص بن گئی ہے۔ اسی لئے سرکار آیۃ اللہ سید محسن حکیم مرحوم نے فرمایا

بل فی ھذہ الاعصار معدود من شعائر الایمان ورمز الی التشیع فیکون من ھذہ الجھۃ راحجا شرعا بل قد یکون واجبا

(المستمسک جلد ۴ صفحہ ۱۴ طبع نجف) بلکہ ان زمانوں میں یہ علیؑ ولی اللہ کی اذان میں شہادت شعائر ایمان اور شیعوں کی پہچان شمار کی جاتی ہے اس وجہ سے شرعاً" راجح بلکہ واجب ہوگی" مگر خاسی پرستوں کو ہمیشہ یہ بیماری ہے کہ وہ شیعوں کو آپس میں لڑا مرا کر اپنا الو سیدھا کرنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں اس سے کیا غرض ہے انہوں نے توکری حاصل کرنے کے لیے دشمنان اہلبیتؑ کی خوشامد کرنا ہے چاہے اس کے لیے اپنی مذہبی عزت ہی قربان کرنی پڑے۔ "شیعہ قوم نے کبھی کسی دشمن امیر المومنینؑ کو امام عالی مقام کی نیابت عامہ کی مسند اور اجتہاد کی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی اصلی مجتہد کی پہچان یہی ہے کہ ولایت امیر المومنینؑ کا مکمل حامی اور موئد ہو۔

تشہد نماز میں علیؑ ولی اللہ کی شہادت اور اس کی شرعی حیثیت

ڈھکو اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۳ میں لکھتے ہیں

"اس وقت چونکہ دین حقیقی کے سربراہ امام زمانہ پردہ غیبت میں روپوش ہیں اور ان کے نائبین یعنی علماء کے ہاتھوں زمام اقتدار نہیں ہے اس لئے بعض خود غرض مخرب دین اور گندم نما جو فروش ملاں مقررین اور تاجران خون حسینؑ جاہل ذاکرین کی شزوریاں اور تخریب کاریاں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ اب نماز جیسی عبادت بھی ان کے دست تصرف سے محفوظ نہیں چنانچہ انہوں نے کچھ عرصہ سے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنا شروع کردی ہے ہمارے علماء و فقہاء تو آج تک اذان و اقامت میں بھی اس کی جزئیت کا جواز رسولؐ اور آل رسولؐ کے قول و فعل سے ثابت نہ کرسکے اور یہ تشہد میں پڑھنے پر مصر ہیں اور ہر رطب ویابس شیطانی قیاسات و ذاتی خیالات سے لبریز رسائل سپرد قلم کیے جارہے ہیں چنانچہ ماضی قریب میں ایک دین فروش ابلہ فریب خشی مشکل قسم کے مولوی نے ایک رسالہ شہادت ثالثہ شائع کیا ہے اور ایک تاجر خون حسین مداری نے تیسری گواہی شائع کرائی ہے ان رسالوں میں تلبیس ابلیس ہے عیاری مکاری ہے دھوکہ فریب ہے محمدؐ و آل محمدؐ کا فرمان نہیں ہے مجتہدین و محدثین کا فتوی نہیں ہے ہم اعلان کرتے ہیں کہ شہادت ثالثہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے اگر کوئی مائی کا لال ایک مستند حوالہ بھم پہنچائے تو ہم منہ مانگا انعام پیش کریں گے قیامت تک کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہ کرسکے گا لے دے کر فقہ الرضا کا حوالہ ہے یہ کتاب ناقابل اعتماد ہے شیخ محسن عاملی اور جناب حر عاملی نے یہ کتاب ناقابل اعتبار سمجھ کر اس سے کوئی روایت نہیں لی ہے" علمی لطیفہ جو لوگ فقہ الرضا کو امام رضا کی تالیف قرار دے کر شہادت ثالثہ پڑھتے ہیں وہ پھر وضو بھی

لباس بھی اذان و اقامت بھی اس کے مطابق کریں مستدرک الوسائل القطرہ تحفہ احمدیہ وغیرہ میں اسی فقہ الرضا کا حوالہ ہے حاشیہ صفحہ ۱۰۵ میں کہتے ہیں جو شخص نہ مجتہد ہو نہ مقلد ان کو شیخی کہا جاتا ہے۔

الجواب

واضح رہے کہ القطرہ میں یہ روایت فقہ الرضا نہیں بلکہ فقہ المجلسیؒ کے حوالہ سے مذکور ہے۔ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا تحریر (جس کو ہم نے تلخیص کے ساتھ لکھا ہے) کسی دعویدار اجتہاد کی تحریر نہیں بلکہ کسی بھانڈ کم ذات کی تحریر ہے جس کو ماں باپ نے گالیاں دینے کے سوا کچھ نہ سکھایا ہو جس کا دل عزاداران امام حسینؑ اور ذاکرین سید الشہداءؑ کی دشمنی میں جل کر کوئلہ ہو چکا ہو جس کا یہ خام خیال ہو کہ مجتہد ہونا اس کا شیر مادر جیسا حق ہے اور گویا چودہ سو سال میں اس کے سوا دنیا میں کوئی مجتہد پیدا ہوا ہی نہیں سب کے سب اُلّو بدعتی جاہل اور نشئے پیدا ہوتے رہے ہیں ساری تحریر گواہ ہے کہ یہ نام نہاد مجتہد قواعد استنباط احکام کی ابجد سے ہی واقف نہیں اور نہ ہی مدارک احکام تک اس کی رسائی ہے کیونکہ اب اس نے خود خون مظلوم کی تجارت کا دھندا شروع کر دیا ہے لہٰذا پیشہ ورانہ رقابت کی وجہ سے اس کو حسینی سٹیج پر نام پیدا کرنے والوں سے کاروباری عداوت اس کی مجبوری ہے جہاں تک ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم شیخی ہیں تو اولاً تو الحمد اللہ ہمارے پانچ بیٹے جوانی کی حدود کو چھو رہے ہیں اور یہ بزرگ شادیوں پہ شادیاں رچا کر بھی اولاد نرینہ سے محروم ہیں البتہ اگر ان کا یہ خیال ہے کہ جو مجتہد یا مقلد نہ ہو وہ شیخی ہے تو یہ حضرت درحقیقت خود ہی شیخی مشکل ثابت ہوئے کیونکہ ان کا تعلق اصولی کی بجائے اخباری مسلک سے ہے جس میں اجتہاد و تقلید ہی حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی قوانین الشریعہ کے اکثر فتوے ایسے ہیں جو اصولی مسلک کے خلاف ہیں

ور اخباریوں کے فتوے ہیں اصلاح الرسوم خود اخباری مسلک کے فتاویٰ سے پر نظر آتی ہے ہم نے تو شہادت ثالثہ کے صفحہ ۱۲۲ پر صاف صاف لکھ دیا تھا کہ جو مومنین اپنے مراجع تقلید کے فتویٰ کے مطابق شہادت ثالثہ بجالاتے ہیں یہ ان کے لئے موجب اجر و ثواب ہے پورے رسالہ میں مجتہدین عظام کے فتاویٰ نقل کئے ہیں اپنا فتویٰ نقل کیا ہی نہیں اور نہ حوالہ دینے میں کوئی فریب کاری عیاری کی ہے اگر کی ہے تو ڈھکو صاحب اس کی نشاندہی کیوں نہیں کرتے البتہ کتاب کے ٹھوس دلائل نے ڈھکوی اخباری فتویٰ کی ناؤ کو لے ڈبویا ہے لہٰذا ژاژ خائی تو ان کی مجبوری ہوئی وہ دھن قلم نہ بگاڑیں تو کریں کیا؟ ہمیں تو گالیوں کے فن میں مہارت ہی نہیں ہے۔ اب ہم ذرا دلائل کی طرف آتے ہیں۔

تشہد میں شہادت ثالثہ کی تاریخ

ڈھکو صاحب جو کہ صفحہ ۱۰۳ اور ۱۰۴ میں لکھتے ہیں کہ مخرب دین اور گندم نما جو فروش ملاں مقررین اور تاجران خون حسین جاہل ذاکرین کی دین میں تخریب کاریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ عبادت بھی ان سے محفوظ نہیں چنانچہ کچھ عرصہ سے نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ اشہد ان علیا ولی اللہ پڑھنا شروع کر دی ہے (الی آلاخر) ڈھکو صاحب موالیان علی علیہ السلام سے خصوصی طور پر جو عناد و عداوت رکھتے ہیں اس سے کس کو انکار ہے مگر حضرت کو معلوم ہونا چاہئے کہ شہادت ثالثہ تشہد میں کچھ عرصہ سے نہیں بلکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کے زمانہ سے ہی بطور استحباب پڑھی جا رہی ہے یہ شہادت ذاکروں کی بڑ نہیں بلکہ تمغۂ تکمیل اسلام اور جوہر ایمان کامل ہے آج سے چار سو سال قبل ایران کے جلیل القدر مجتہد فقیہ سرکار آیتہ اللہ عبداللہ بن حسین شوستری متوفی ۱۰۲۱ھ جو کہ شاہ

عباس صفوی کے زمانہ میں اصفہان ایران کے مجتہد اعظم تھے انہوں نے
تشہد نماز میں علی ولی اللہ کو شامل کرنے کے اثبات پر پوری کتاب تالیف
فرمائی جس کا نام (رسالة في ادخال قول علي ولي الله في
تشهد الصلاة) ہے جس کا قلمی نسخہ مکتبہ آیتہ اللہ شیخ الشریعہ اصفہانی
میں موجود ہے ملاحظہ ہو (الذریعہ فی تصانیف الشیعہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۷) آیتہ
اللہ شوستری کے حالات زندگی علامہ مجلسی کے شاگرد مرزا عبداللہ آفندی
نے ریاض العلماء جلد ۳ ص ۱۹۵ مطبوعہ قم میں تفصیل سے لکھے ہیں یہ
علامہ مجلسی کے والد علامہ محمد تقی مجلسی اور مقدس اردبیلی کے شاگرد تھے
میر مصطفیٰ تفریشی نے نقد الرجال ص ۱۹۷ میں لکھا ہے شیخنا واستادنا
الامام العلامة المحقق المدقق جليل القدر عظيم
المنزلة وحيد عصره اورع اهل زمانه ما رائيت احدا اوثق
منه صائم النهار قائم الليل یہ ہمارے شیخ واستاد وامام علامہ محقق
مدقق جلیل القدر عظیم مرتبہ اپنے زمانہ کے یگانہ اور سب سے بڑے عابد
زاہد اور صائم النہار قائم اللیل تھے میں نے ان سے زیادہ باوثوق کسی کو
نہیں دیکھا علامہ شیخ حر عاملی نے امل الامل جلد ۲ ر ۱۵۹ میں لکھا ہے کہ کان
من اعيان العلماء والفضلاء والثقات یہ بڑے علماء وفضلاء و معتبر
علماء میں سے تھے علم فقہ میں ان کا عبور و تبحر اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ
انہوں نے علامہ حلی کی قواعد کی شرح پانچ ضخیم جلدوں میں فرمائی تہذیب
الاحکام اور استبصار پر مفید حواشی تحریر فرمائے علامہ شہید کی منظوم فقہ الفیہ
کی شرح کی ان کے اجازات علمیہ کو ریاض العلماء میں بیان کیا گیا ہے یہ
تیس سال تک نجف اشرف میں مقدس اردبیلی کے شاگرد رشید رہے ۲۴
محرم ۱۰۲۱ھ کو ان کا انتقال اصفہان ایران میں ہوا تاریخ عالم آراء میں ہے

کہ ان کی تشیع جنازہ میں بہت نوحہ خوانی ہوئی بڑے بڑے اعیان واشراف
ان کے تابوت کو ہاتھ سے مس کرنے کی کوشش کرتے تھے پہلے ان کی میت
امام زادہ اسماعیل کے مقبرہ میں امانت رکھی گئی پھر کچھ عرصہ بعد وہاں سے
کربلا منتقل کر دی گئی امیر صحیتی شاعر نے ان کی تاریخ وفات یوں نکالی "آہ آہ
از مقتدائے شیعیان" ایک دوسرے شاعر نے یوں نکالی (حیف از مقتدائے
ایران حیف) شیخ محمود الجزائری نے "مات مجتهد الزمن" نکالی اصفہان کے
بادشاہ شاہ عباس صفوی کو ان سے خاص عقیدت تھی وقف چاردہ معصومینؑ
نامی مشہور اراضی شاہ نے ان کی ترغیب پر وقف کیں اور ان کے نام سے
اصفہان میں مدرسہ دینیہ قائم کیا ریاض العلماء جلد ۳ از ۱۹۵ تا ۲۰۵ جب
اس قدر عظیم الشان مرجع عالی قدر ایران نے بھی تشہد میں علی ولی اللہ کے
اثبات پر پورا رسالہ لکھ ڈالا تو ان کے زمانہ کے کسی بھی مجتہد نے ان کے
خلاف محاذ آرائی نہ کی مگر یہ ڈھکو ہیں کہ "علی ولی اللہ" سنتے ہی ان کو مروڑ پڑ
جاتی ہے اور ہذیانی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے ۱۳۰۵ھ میں علامہ ناصر الملة
کے فتاوی کے مطابق لکھنؤ سے تحفہ احمدیہ شائع ہوا جس میں تشہد میں
شہادت ثالثہ کا ذکر تھا جس کا نسخہ دار العلوم محمدیہ سرگودھا کی لائبریری میں
آج بھی موجود ہے اسی صدی گزشتہ کے وسط میں بمبئی سے آیتہ اللہ سید
محمد کاظم طباطبائی نجف اشرف کے حواشی کے مطابق فقہ المجلسی کا رسالہ طبع
ہوا جس میں تشہد میں شہادت ثالثہ موجود ہے عکس ملاحظہ ہو پھر ہم اسی
کتاب میں ایران و عراق کے اکابر مجتہدین عظام کے اٹھارہ سے زائد فتاوی
کے عکس شائع کر رہے ہیں جو اس کی تائید میں ہیں اگر یہ سب اکابر مجتہدین
عظام تاجران خون حسینؑ یا دین فروش ملاں ہیں تو اس کا واضح مطلب یہ
ہے کہ ڈھکو صاحب شیعہ عالم نہیں ہیں اگر نجف اشرف میں درس پڑھ لینے

کا نام اجتہاد ہے تو محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی مجتہد ہو گا کیونکہ وہ بھی نجف اشرف میں آیتہ اللہ جعفر کاشف الغطاء کے درس خارج میں شریک ہوتا رہا ہے ملاحظہ ہو" ادوار علم الفقہ واطوارہٗ علی کاشف الغطاء ص۲۴۱ طبع بیروت)

قاعدہ تسامح کے مطابق جواز شہادت ثالثہ

علم اصول فقہ کے ابتدائی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ مستند حوالہ اور مستند حدیث کی ضرورت اس وقت درپیش ہوتی ۔ جب کہ کسی حکم کے وجوب یا حرمت کو ثابت کرنا مقصود ہو اور مستحبات و سنن کے اثبات کے لیے مرسل یا ضعیف حدیث سے استدلال بھی جائز ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔

من سمع شیئا من الثواب علی شئی فصنعه کان له وان لم یکن علی ما بلغه

جو شخص یہ سن کر کہ فلاں کام میں ثواب ہے اس پر امید ثواب سے عمل کرے تو اس کو ثواب ملے گا اگرچہ وہ فی الواقع اس طرح نہ ہو الاصول الا علیہ صفحہ ۱۶۴ لہذا تشہد میں شہادت ثالثہ کو مستحب کی نیت سے بجالانے کا نظریہ صرف میرا نہیں ہے بلکہ ملت جعفریہ کے مایہ ناز اکابر مجتہدین کا ہے جن کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔ علامہ محمد تقی مجلسی ولد علامہ مجلسی درالفقہ صفحہ ۲۹ طبع بمبئی
۲۔ علامہ محمد باقر مجلسی بحار الانوار جلد ۸۴ صفحہ ۴۰۹ طبع بیروت
۳۔ علامہ جلیل شیخ محمد حسن نجفی جواہر الکلام جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ طبع ایران
۴۔ آیتہ اللہ سید محمد کاظم طباطبائی نجفی حاشیہ فقہ المجلسی صفحہ ۲۹
۵۔ آیتہ اللہ ناصر الملۃ سید ناصر حسین مجتہد لکھنؤ تحفہ احمدیہ صفحہ ۲۱۳، ۱۵۵
۶۔ آیتہ اللہ سید عبدالرزاق المقرم نجفی سر الایمان صفحہ ۵۰ طبع نجف

۷۔ آیتہ اللہ شیخ آل مرتضیٰ آل یاسین نجفی سر الایمان صفحہ ۷۵ طبع نجف
۸۔ آیتہ اللہ سید احمد رضی الدین مستنبط نجفی القطرہ صفحہ ۲۲۱ طبع نجف
۹۔ آیتہ اللہ حسین نوری طبرسی مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۲۳۲
۱۰۔ آیتہ اللہ سید محمود شہرودی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۰۹
۱۱۔ آیتہ اللہ سید محمد شیرازی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۰
۱۲۔ آیتہ اللہ سید محمد جواد تبریزی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۰
۱۳۔ آیتہ اللہ سید محمد حسنی بغدادی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۰
۱۴۔ آیتہ اللہ سید نصراللہ مستنبط نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۱
۱۵۔ آیتہ اللہ سید شہاب الدین مرعشی (عکس فتوی)
۱۶۔ آیتہ اللہ سید محمد علی طباطبائی دمشق شام رسالہ عملیہ مطبوعہ بیروت
۱۷۔ آیتہ اللہ شیخ محمد رضا محقق تہرانی خلاصہ الحقائق شرح الشرائع جلد اول صفحہ ۲۵۵ و جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ آیتہ اللہ مرعشی قم مقدسہ
۱۸۔ آیتہ اللہ سید عبداللہ شیرازی مرحوم
(۱۹) آیتہ اللہ بحرانی کتاب الحدائق جلد ۸ صفحہ ۵۴۸

ان میں اکثر مجتہدین وہ ہیں جن سے ڈھکو صاحب نے بقول خود اجتہاد کا اجازہ حاصل کیا ہوا ہے مثلاً" آیتہ اللہ سید جواد تبریزی آیتہ اللہ احمد مستنبط مرحوم لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے ان اکابر مجتہدین کے فتاوی کو پائے احتقار سے ٹھکرا کر اپنے ہی اجتہاد کو ٹھوکر ماری ہے اور کہا ہے کسی مجتہد کا فتوی نہیں ہے قوم خود انصاف کرے کہ اگر ایک مجتہد کو اپنے فتوے میں دوسرے سے اختلاف ہو تو زیادہ سے زیادہ اس سے دستبردار ہو سکتا ہے مگر اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے مجتہد کو تاجرِ خونِ حسینؑ عیار مکار فریب کار خشتی اور نامعلوم کیا کیا القاب دے کر گالیاں دینا شروع کردے مگر کیا کیا جائے۔ کل اناء بالذی فیہ ینضح

فقہ الرضا کے متعلق آیتہ اللہ خوانساری کی تالیف

نجف اشرف کے معروف مجتہد فقیہ آیتہ اللہ سید محمد ہاشم خوانساری اصفہانی متوفی ۱۳۱۸ھ نے "تحقیق فقہ الرضا" نامی کتاب لکھی جس میں ثابت کیا کہ تعارض روایات کی صورت میں کسی بھی روایت کی تائید فقہ الرضا کی کسی روایت سے ہو جائے تو وہ روایت حجیت کے قابل ہو گی اور قوی سمجھی جائے گی الذریعہ ج۱۱ ص ۱۳۹ مرحوم امام خمینی نے بھی خود حکومت اسلامیہ نامی کتاب میں فقہ الرضا کی روایت کا حوالہ دیا ہے

کتاب فقہ الرضا کے متعلق

واضح رہے کہ کتاب فقہ الرضا وہ کتاب ہے جس کو حضرت امام رضا علیہ السلام نے نصیر الدین احمد السکین بن جعفر بن زید الشہید بن امام زین العابدین کی فرمائش پر انہیں اِملا کرائی اس کا اصل نسخہ ۲۰۰ھ کا لکھا ہوا جس پر خود حضرت امام رضا کی تحریر اور دیگر محدثین عظام کی تحریریں تھیں مکہ مکرمہ میں علامہ سید علی خان شیرازی کے کتب خانہ میں محفوظ تھا جو فقہ الرضا کا صحیح ترین نسخہ تھا جس پر علامہ مجلسی مرحوم قاضی امیر حسین اور آیتہ اللہ سید محمد مہدی بحر العلوم آیتہ اللہ صاحب جواہر جیسے اکابر مراجع نے پورا پورا اعتماد کر کے اس کو مستند معتبر قرار دیا چنانچہ علامہ سید مہدی حسینی قزوینی نے اپنے منظومہ السبائک الذہبیہ میں اس کتاب کے متعلق لکھا ہے۔

واحکم بحجیــة فقه الرضوی لا نه معنی حدیث قدروی واعتمد
القول به الفهامه بحر العلوم خالی العلامــة

فقہ رضوی کی حجیت کا حکم لگاؤ کیونکہ وہ معنوی طور پر روایت شدہ حدیث کے برابر

ہے اس پر میرے ماموں علامہ فہامہ سید مہدی بحر العلوم نے اعتماد کیا ہے۔ (امینیتہ الموقن صفحہ ۲۲۵) علامہ جزائری اور علامہ مرزا حسین نوری نے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب کی بہت سی عبارتیں من و عن من لا یحضرہ الفقیہ میں نقل کی گئی ہیں اور بہت سے فقہی احکام جن پر کوئی استناد نہ تھا علماء نے اسی کتاب پر اعتماد کر کے ان کی سند مہیا کی ہے البتہ کتاب فقہ الرضا کا موجودہ نسخہ جو بازار میں ملتا ہے غلط ملط ہے اس میں کتاب النوادر تالیف احمد بن محمد عیسیٰ اشعری یا کتاب التکلیف محمد بن علی شلمغانی کی فصول کو اصل متن ہی گڈمڈ کر دیا گیا ہے تاہم یہ کہنا غلط ہے کہ یہ کتاب شلمغانی کی کتاب التکلیف ہے کیونکہ علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ اس کا اصل نسخہ ۲۰۰ھ کا لکھا ہوا ان کے شیخ الروایت قاضی امیر حسین نے مکہ مکرمہ میں خود دیکھا جس پر تاریخ مذکور تھی جبکہ شلمغانی ۳۲۹ء میں قتل کیا گیا گویا یہ کتاب شلمغانی سے ایک صدی پہلے سے مشہور تھی البتہ شلمغانی کی کتاب التکلیف کے متعلق بھی حسین بن روح نے ثابت کیا کہ اس میں صرف چند روایات غلط تھیں مکمل کتاب غلط نہ تھی یہ چند روایات اب بحار الانوار جلد ۸۳ صفحہ ۲۱۸ کے حاشیہ پر گن گن کر لکھ دی گئی ہیں مگر کسی نے آج تک اس کی روایت تشہد پر طعن و تشنیع نہیں کی بلکہ صاحب جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام نے اسی کتاب کے جلد ۳ صفحہ ۳۲۶ میں لکھ دیا ہے کہ اس تشہد کو مکمل طور پر فقہ الرضا کے مطابق نماز میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے شیخ طوسی نے لکھا ہے سئل الشیخ یعنی

ابا القاسم عن کتب ابن ابی العزاقر بعد ماذم و خرجت فیه اللعنة فقیل له کیف نعمل بکتبه و بیوتنا منه ملاء قال اقول فیها ما قاله ابو محمد الحسن بن علی خذوا ما (رووا) و ذروا ما رأوا

(الغیبۃ صفحہ ۲۴۰) شلمغانی ابن ابی عذاقر کی امام زمانہ کی طرف سے مذمت و لعنت ظاہر ہونے کے بعد حسین بن روح سے سوال ہوا کہ ہم ان کی پہلے سے لکھی ہوئی

کتب کا کیا کریں ہمارے گھر تو ان سے بھرے پڑے ہیں انہوں نے فرمایا میں تم کو وہی جواب دیتا ہوں جو امام حسن عسکری علیہ السلام نے بنی فضال کے متعلق دیا کہ تم ان کی سابقہ روایت کردہ احادیث قبول کرلو اور ان کے موجودہ نظریات کو چھوڑ دو شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ ابن ابی عذاقر کتاب التکلیف کا باب لکھ کر حسین بن روح کی خدمت میں پیش کرتے تھے

فیحککہ فاذا صح الباب خرج فنقلہ وامرنا بنسخہ

وہ اس کی اصلاح کرتے تھے اور جب وہ باب صحیح ہو جاتا تو وہ اس کو نقل کرتے اور ہمیں اس کے لکھنے کا حکم دیتے تھے نیز انہوں نے لکھا ہے کہ حسین بن روح نے ابن ابی عذاقر کی کتاب التادیب قم کے علماء و مشائخ کو بھجوائی اور لکھا

انظروا فی ھذا الکتاب فیہ شئی یخالفکم فکتبوا کلہ صحیح الاقولہ فی الصاع

دیکھو اس کتاب میں کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں جو تمہارے مخالف ہو انہوں نے دیکھ کر جواب دیا سب صحیح ہے صرف صاع (ایک پیمانہ) کے متعلق اس کا قول صحیح نہیں ہے رجال نجاشی صفحہ ۲۶۸ میں ہے کہ پہلے یہ شمغانی اصحاب فقہاء شیعہ میں مقدم سمجھا جاتا تھا اس کی کتب اس کے بد عقیدہ ہونے سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں اسی لئے حسین بن روح نے اس کی کتب پر اعتراض نہ کیا جیسا کہ بیان ہو چکا گویا کسی نے اس کتاب کے تشہد پر اعتراض نہیں کیا بلکہ علامہ مجلسی نے تو اس تشہد کی تائید میں ابو بصیر کی دوسری حدیث نقل کی ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اس میں بھی ولایت علی کی شہادت کا ذکر آیا ہے لہٰذا جب ڈھکو صاحب استنباط احکام میں اجتہاد کرنا نہیں آتا تو وہ اکابر مجتہدین عظام کے فتاوی اور احادیث اہل بیت کا مذاق اڑانے کا کیا حق رکھتے ہیں البتہ اگر اس کتاب میں کوئی شاذ روایت قابل اعتراض موجود ہے بھی تو اس پر کیا منحصر ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی

تفسیر اور مصباح الشریعہ تالیف امام جعفر صادق علیہ السلام میں بھی بلکہ کتب اربعہ میں بھی بہت کچھ قابل اعتراض مواد موجود ہے کیا ہم چند شاذ روایات کی وجہ سے غیر معارض صحیح السند روایات کو بھی چھوڑ دیں علامہ میرزا حسین نوری نے ثابت کیا ہے کہ موجودہ نسخہ فقہ الرضا کا اصل کی نسخہ سے مختلف ہے اس میں بہت ہی روایات شاذہ کا اضافہ ہے ہاں البتہ ڈھکو میاں کے پاس کوئی ایسی روایت ہو جس میں امام نے منع فرمایا ہو کہ نماز میں ہمارا ذکر مت کرو یا ولایت علی کی گواہی مت دو یہ حرام ہے یا اس سے نماز باطل ہے تو ایسی روایت لائیں چاہے ضعیف ہی کیوں نہ ہو تو ہم بھی یہ اقرار کریں گے کہ چودہ سو سال کے اکابر فقہاء شیعہ کو سہو ہوا ہے سب کے سب بدعتی تھے صرف ڈھکو میاں کا اجتہاد کیسے صحیح ہے جبکہ وہ خود اپنی کتاب اصلاح الرسوم صفحہ ۱۴۷ میں یہ اقرار کر چکے ہیں کہ "کسی چیز کا جواز محتاج دلیل نہیں ہوتا ہاں اس چیز کی حرمت محتاج دلیل ہوتی ہے لہٰذا ہم پر اس کے جواز کے قائل ہونے کی وجہ سے ان کا اعتراض بے جا ہے وہ خود حرمت پر حدیث پیش کرنے کے پابند ہیں پھر وہ صفحہ ۱۰۸ پر اصل دعوی سے اس طرح جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں" آج تک کسی قابل ذکر فقیہ نے اس شہادت ثالثہ کی نماز میں اور وہ بھی جزء سمجھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔" بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ اصل نزاع تو صرف اس کے استحباب و عدم استحباب کا ہے جزئیت کا تو جھگڑا ہی نہ تھا ہم نے تو ہمیشہ مستحب ہونے کا دعوی کیا صفحہ ۱۰۸ صفحہ ۱۰۹ پر ڈھکو میاں نے شہادت ثالثہ کی مخالفت میں جو پانچ مجتہدین کے فتاوی نقل کئے ہیں وہ بھی عیاری و مکاری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مثلاً" آیۃ اللہ سید عبداللہ شیرازی فرماتے ہیں واجب نہیں ہے تو ہم کب واجب کہتے ہیں ہمارے پاس خود آیۃ اللہ عبداللہ شیرازی کا فتوی موجود ہے کہ بقصد رجاء پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہم نے تو اٹھارہ اکابر مجتہدین کے فتوے پیش کئے ہیں جن میں آیۃ اللہ سید محمد شیرازی اور

آیۃ اللہ محمد رضا تہرانی اب بھی زندہ سلامت موجود ہیں جبکہ ڈھکو میاں نے وفات یافتہ پرانے پانچ مجتہدین کے فتوے نقل کئے ہیں جن کے متعلق مات المفتی مات الفتوی ہی کہا جاسکتا ہے جہاں تک ہم پر یہ طنز کہ ان کے قول و بول میں کوئی فرق نہیں ہے تو ان کا یہ قول بھی بذات خود بول سے کمتر نہیں سرکار آیۃ اللہ شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام جیسے استاد المجتہدین سے بڑا مجتہد پیدا ہی نہیں ہوا۔ جواز کا فتوے دینے والے مجتہدین میں ایسے مجتہدین بھی ہیں جن سے ڈھکو اجازہ اجتہاد لینے کے دعویدار ہیں لہذا یہ قول تو قرآن و اہل بیت کی روشنی میں اکابر فقہاء مراجع تقلید کا قول ہے جو شہادت ولایتِ امیر المومنینؑ کے قول کو بول کہتا ہے۔

وہ خود سراپا بول در بول ہے فقہ [illegible] یہ کوئی موم کی ناک نہیں ہے کہ ہر خاصی نواز اس کو اپنی مرضی سے توڑنے مروڑنے کا مادری پدری حق رکھتا ہو جب یہ شہادت بتائید امام جعفر صادق علیہ السلام و امام رضا علیہ السلام سنت و مستحب ثابت ہوئی تو اس سنت سے روکنا اور اس کے ثواب سے محروم کرنے کی سازش کرنا از خود بدعت ہے اور حرام ہے۔

علمی لطیفہ

اصلاح الرسوم اور جھوٹ کی دھوم

ڈھکو صاحب (بر صفحہ ۱۰۶) اصلاح الرسوم میں لکھتے ہیں فقہ الرضا نامی کتاب کو یہ لوگ امام رضا کی تالیف قرار دے کر تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھتے ہیں تو پھر وضو بھی اس کے مطابق کریں اذان و اقامت بھی اس کے مطابق دیں اور لباس بھی اس کے مطابق زیب تن کرکے نماز پڑھیں پھر تشہد بھی پورا پڑھیں جو اس کتاب میں مذکور ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتے اور یقیناً نہیں کریں گے کیونکہ وہاں اذان و اقامت میں ولایت کی شہادت ہی نہیں ہے تو پھر معلوم ہو جائے گا کہ

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا جوا" عرض خدمت ہے کہ فقہ الرضا کا اصل نسخہ جو تصدیق علامہ مجلسی مکہ مکرمہ میں موجود تھا وہ ہر قسم کے سقم سے پاک تھا اس میں اور موجودہ نسخہ میں یہ تشہد ولایت کی شہادت پر مشتمل تشہد موجود ہے جس کو علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ

قد سبق ما نقلنا من فقہ الرضا موافقا للمشہور ولعل الصدوق اخذ منہ و تبعہ القوم

(بحار الانوار جلد ۸۵ ر ۲۹۲) ہم نے فقہ الرضا سے جو تشہد نقل کیا ہے وہ مشہور روایت کے عین مطابق ہے شاید شیخ صدوق نے اسی سے لیا ہے اور پھر قوم نے اس کی پیروی کی ہے گویا علامہ مجلسی نے اس کی توثیق کردی پھر نجف اشرف کے سب سے بڑے استاد الفقہاء و المجتہدین محمد حسن الجواہری نے اپنی چالیس جلدوں پر ضخیم ترین فقہی استدلالی کتاب جواہر الکلام جلد ۳ ر ۳۴۶ میں فرمایا

لو قرء القاری المروی عن فقہ الرضا علی طولہ و زیادتہ علی خبر ابی بصیر لم یکن بہ باس

اگر نمازی فقہ الرضاء میں جو تشہد ہے اس کو ابو بصیر کی روایت تشہد سے طوالت اور زیادہ ہونے کے باوجود پڑھ لے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے باقی رہی اذان و اقامت کی اٹھارہ فصلیں ہیں جو فقہ الرضا میں ہیں وہ تو واجب تعداد کی فصول ہیں امام نے اس کتاب میں یہ کہاں فرمایا ہے کہ علی ولی اللہ کو مستحب سمجھ کر بھی اذان میں اس کا ذکر نہ کرو حرام و بدعت ہے اگر ڈھکو فقہ الرضا میں یہ دکھادیں تو ہم سے منہ مانگا انعام وصول کرلیں اعتراض تو ان پر وارد ہوگا کہ جب یہ کتاب غیر معتبر ہے جیسا کہ آپ کا دعوی ہے تو پھر اس کے مطابق اذان میں اٹھارہ فصلیں کیوں مانتے ہو تم نے خود ہی اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے کہ یہ بدعقیدہ آدمی شلمغانی کا رسالہ ہے لہذا اذان کی ۱۸ فصول تو بدعقیدہ شخص کے فتوی سے ماخوذ ہوئیں؟

پہلا جھوٹا حوالہ

باقی رہا یہ طعنہ کہ فقہ الرضا میں وضو میں پاؤں دھونا لکھا ہے جیسا کہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷ میں ہے تو یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے فقہ الرضا صفحہ ۱ سے ۳ تک ملاحظہ کریں اس میں یہ عبارت ہے

ابدء بالوجه ثم اليدين ثم بالمسح على الراس والقدمين و نروى ان جبرئيل هبط على رسول الله بغسلين و مسحين غسل الوجه والذراعين و مسح الراس والرجلين بفضل النداوة التى بقيت فى يديك من وضوئك

وضو واجب چہرہ سے شروع کرو اور پھر دونوں بازو دھوؤ پھر سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرو ہم یہ روایت لیتے ہیں کہ جبرئیل آنحضرت حضور اکرمؐ پر دو اعضاء یعنی چہرہ اور بازو دھونے اور سر اور پاؤں کے مسح کرنے کا حکم لے کر نازل ہوئے اس بچی ہوئی تری کے ساتھ جو وضو ہی کے پانی کی تیرے ہاتھوں میں موجود ہے "مگر نام نہاد مجتہد کسی موقعہ پر بھی جھوٹ لکھنے اور جھوٹ کی نشرو اشاعت اور معصوم امامؑ پر الزام تراشی سے باز نہیں آیا قارئین خود انصاف کریں۔

دوسرا جھوٹا حوالہ

لکھتے ہیں کہ فقہ الرضا میں لکھا ہے کہ حرام جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے حاشیہ اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۷

یہ ایسا فریب اور جھوٹ ہے جو کسی عام آدمی کی زبان و قلم سے بھی مناسب نہیں چہ جائیکہ ایک مجتہد ہونے کا دعویدار ایسا کرے ذرا فقہ الرضا دیکھ لیجئے صفحہ ۴۱

كل شئى حل أكل لحمه فلا بأس بلبس جلده الذكى وصوفه وشعره ووبره وريشه وعظامه

ہر شئی جس کا گوشت کھانا حلال ہے اس کی پاکیزہ جلد یعنی چمڑے کا اور اس کی اون بال اور لوؤں پروں ہڈیوں کا لباس استعمال کرنا حلال ہے اگرچہ ایک مقام پر یہ لفظ آئے ہیں کہ

كذالك الجلد فان دباغته طهارته

یعنی اسی طرح چمڑے کا رنگنا اس کی طہارت ہے مگر علامہ مجلسی نے بحار جلد ۸۳ ر ۲۲۷ میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہاں غیر مردار یعنی ذبح شدہ جانور کا چمڑا مراد ہے کیونکہ مشہور قول کے بعد ذبح شدہ جانور کی کھال کو رنگنا مستحب ہے مگر یہاں صرف اس کو بطور لباس استعمال کرنے کا بیان ہے اس میں نماز پڑھنے کا کوئی بیان مذکور نہیں ہے کیونکہ فقہ الرضا صفحہ ۱۶ پر صاف صاف عبارت مذکور ہے

لا تصل فى جلد الميتة على كل حال

مردار جانور کے چمڑے کے لباس میں ہرگز نماز نہ پڑھو چاہے وہ رنگا گیا ہو یا بغیر رنگے ہو یہ قول تو تمام ائمہ اہل بیتؑ کا متفقہ قول ہے امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے

اما الجلود فاركبوا فيها ولا تلبسوا منها شيئا تصلون فيه

(مکارم الاخلاق طبری صفحہ ۱۳۶) درندے جانوروں کی کھالوں کو سواری میں استعمال کرلو مگر نماز کے لباس میں استعمال مت کرو امام محمدؑ باقر کا فرمان ہے کہ مردار جانور کے چمڑے کو ستر دفعہ بھی رنگ دیا جائے تو اس کو پہن کر نماز مت پڑھو (تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ ۱۹۳) لہٰذا فقہ الرضا کتاب کے حوالہ سے یہ دونوں جھوٹے حوالے لکھنے سے جھوٹ کا پول کھل گیا اب رہا یہ اعتراض کہ ہم سارا لباچوڑا تشہد جو فقہ الرضا میں مذکور ہے کیوں نہیں پڑھتے تو حضور بھی من لا یحضرہ الفقیہ اور عروۃ الوثقی اور تہذیب الاحکام میں وارد ابو بصیر کی روایت کے مطابق پورا پورا لباچوڑا تشہد نہیں پڑھتے بلکہ وہ تو آپ کو زبانی یاد ہی نہ ہوگا پھر ہم پر کیا گلہ؟ ہم جو

تشہد پڑھتے ہیں ابو بصیر کی روایت کے مطابق آپ ہی کے استاد آقائے مستنبط کی
ساب القطرہ جلد اول صفحہ ۲۲۱ اور کتاب الفقہ حاشیہ سید آیۃ اللہ محمد کاظم طباطبائی
و تحفہ احمدیہ سرکار ناصر الملۃ صفحہ ۱۵۵ میں منقول تشہد جو ولایت علی کی شہادت پر
مشتمل ہے اس کو پورا پورا پڑھتے ہیں اور کتاب فقہ الرضا کے تشہد کو بھی پڑھیں تو
کوئی مانع نہیں ہے ہم جواہر الکلام کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ اس طویل تشہد کو
پورا پورا پڑھا جاسکتا ہے۔ فقہ الرضا پر مندرجہ ذیل علماء و مجتہدین نے اعتماد و استناد
فرمایا ہے اور اس کے اصل نسخہ کے مندرجات کو معتبر و قابل عمل مانا ہے ان کے
اسماء یہ ہیں۔

۱۔ علامہ محمد باقر مجلسی در بحار الانوار (۲) علامہ عبداللہ آفندی ریاض
العلماء جلد ۳ صفحہ ۳۶۴ (۳) علامہ قاضی امیر حسین اصفہانی استاد علامہ مجلسی
محمد باقر مرحوم (۴) علامہ سید علی خان شیرازی (۵) علامہ آیۃ اللہ سید محمد
مہدی بحر العلوم (۶) علامہ سید مہدی قزوینی (۷) علامہ میرزا حسین نوری
طبری (۸) علامہ شیخ یوسف بحرانی در حدائق ناضرہ (۹) علامہ سید حسین
قزوینی شرح شرائع (۱۰) علامہ شیخ موسی نجفی در شرح الرسالہ (۱۱) علامہ سید
محسن الاعرجی شرح مقدمات الحدائق (۱۲) علامہ سید نعمۃ اللہ جزائری شرح
تہذیب (۱۳) علامہ محمد تقی مجلسی شرح الفقیہ فارسی (۱۴) علامہ محمد بن حسن
فاضل ہندی کشف اللثام شرح قواعد الاحکام لہٰذا چند غیر معیاری قسم کے مصنفین
نے اختلاف کیا ہے تو کیا فرق پڑتا ہے ہاں البتہ اگر موجودہ نسخہ جو فقہ الرضا کے نام
سے مارکیٹ میں دستیاب ہے اور اس میں چند شاذ روایات جو تمام فقہاء شیعہ کے
مسلک کے خلاف پائی جاتی ہیں تو کوئی تعجب نہیں ہے کتاب سلیم بن قیس ہلالی جس
کی توثیق چار ائمہؑ سے منقول ہے اس میں بھی (تیرہ ائمہ) کا ذکر منقول ہے تو فقہ
الرضا ہی پر طعن و تشنیع کیوں ہے علماء نے تو اس سے احکام سنن و مستحبات کی

روایات کے موئدات لئے ہیں جو ہر مجتہد و فقیہ کا معمول ہے کیونکہ تمام احکام
واجبہ و محرمہ و سنن کسی بھی ایک حدیث سے ثابت نہیں ہوتے بلکہ مختلف کتب کی
طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے شیخ حر عاملی نے اگر فقہ الرضا کو مستند نہیں
سمجھا تو کیا فرق پڑے گا وہ تو اخباری مسلک کے تھے اور اجتہاد و تقلید کو ہی حرام
قرار دیتے تھے ان کی کتاب وسائل الشیعہ کا مقدمہ اور بدایہ الہدایہ دیکھ لی جائے
ان کا علمی پایہ علامہ محمد تقی اور علامہ محمد باقر مجلسی سے باتفاق علماء کم ہے خود ڈھکو
میاں نے اصول الشریعہ طبع اول صفحہ ۷۰ میں لکھ دیا ہے کہ علامہ مجلسی کے قول کو
کوئی شیعہ بھی ٹھکرانے کی جرات نہیں کرسکتا ہم یہاں قارئین کرام کی مزید تشفی
کے لیے تشہد میں علی ولی اللہ کی شہادت کے جواز پر نجف اشرف اور قم مقدسہ کے
مراجع عظام کے فتاویٰ کے عکس پیش کرتے ہیں تاکہ ڈھکو صاحب کے بوگس اجتہاد کا
پول کھل سکے اور معلوم ہو جائے یہ قوم کو مرکز سے ہٹا کر اپنے نام نہاد اجتہاد کی
الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

تشہد میں شہادت علی ولی اللہ آقائے یوسف بحرانی کی نظر میں

تشہد میں شہادت ثالثہ کا استحباب کسی روایت ذاکر واعظ کی بڑ نہیں بلکہ علامہ شیخ یوسف بن احمد البحرانی متوفی ۱۱۸۶ھ کا فتوی اور تحقیق بھی ہے جن کے متعلق ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد طبع اول صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے یہ بزرگوار بہت بڑے عالم عامل محدث ورع کامل فاضل متبحر و متتبع ماہر صاحب حدائق ناضرہ فی احکام العترۃ الطاہرہ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے متعلق علماء اعلام کا یہ فیصلہ ہے کہ اس کی مثل کتب امامیہ میں کوئی نہیں ملتی۔ یہ بھی تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کو مستحب و مرغوب قرار دیتے ہیں ان کی کتاب الحدائق الناضرہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۴ میں ہے

اعلم ان المشهور بين الاصحاب ان التشهد الواجب انما يحصل بان يقول اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله ثم يصلى على النبى واله ومازاد علے ذلک فهو مندوب

یہ جان لو کہ اصحاب فقہاء کے درمیان مشہور قول ہے کہ واجب تشہد صرف اتنا کہنے سے حاصل ہوجاتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پھر محمد و آل محمد پر درود پڑھ لے یہ اس سے جو زیادہ ہوگا وہ مستحب ہوگا پھر انہوں نے اسی کتاب کے صفحہ ۵۴۱ جلد ۸ پر تشہد کے مستحبات میں لکھا ہے کہ اس میں یہ اضافہ کیا جائے

اشهد انک نعم الرب وان محمدا نعم الرسول الله وان على بن ابى طالب نعم المولى

میں گواہی دیتا ہوں کہ اے خدایا تو میرا بہترین رب ہے اور محمد بہترین رسول ہیں

اور علی بن ابی طالب بہترین مولا ہیں پھر فرمایا کہ تشہد میں اس طرح درود پڑھنا بھی مستحب ہے

اللهم صل على محمد المصطفى و على المرتضى وفاطمة الزهرا والحسن و الحسين و على الائمه الراشدين من آل طه و ياسين اللهم صل على الهادين المهديين الراشدين الفاضلين الطيبين الطاہرين الاخيار الابرار

تشہد کی یہ عبارت ساری کی ساری ہو کتاب فقہ الرضا سے منقول ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا بحرانی اس کتاب کو مستند و معتبر سمجھتے تھے جب اتنا بڑا مجتہد اپنی جلیل القدر عدیم النظیر کتاب میں فقہ الرضا پر اعتماد کرکے تشہد میں شہادت ثالثہ تسلیم کرتا ہے تو اس کے مقابلے میں ڈھکو جیسے حضرات کے فتوے کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔

تشہد میں شہادت ثالثہ اور قم مقدسہ کے مجتہد اجل آیتہ اللہ عبدالحلیم کی تشریحات

علامہ جلیل شیخ عبدالحلیم عزی دام ظلہ روایات تشہد بمعہ شہادت ثالثہ نقل کرکے یوں تبصرہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ ہم نقل کرتے ہیں اصل عبارت ان کی کتاب الشہادۃ الثالثہ صفحہ ۲۲۴ تا ۲۳ ملاحظہ فرمایں

"بعض لوگ اس روایت کو عجیب و غریب قرار دیں گے جس میں تشہد نماز کا صیغہ عام نمازیوں کے درمیان معروف و متداول صیغہ کی طرح نہیں ہے اور حق یوں ہے کہ یہ تعجب بے جا ہے جس کی چند وجوہات ہیں۔

۱۔ جو صیغہ فرض و نفل نمازوں میں ہمارا معمول ہے وہ کیونکہ نمازیوں میں مشہور ہوگیا ہے سب اس کو بار بار پڑھتے ہیں اور ہمارے علماء کے رسائل عملیہ میں

ایک صیغہ لکھا جاتا چلا آرہا ہے اور علماء نے اپنے رسائل میں دوسری روایات کے مطابق تشہد کے صیغے نہیں لکھے حالانکہ ہماری کتب حدیث اور مطولات فقیہ میں ائمہ طاہرین سے تشہد کے صیغوں کی کئی کئی روایات وارد ہوئی ہیں۔

۲۔ فقیہ جامع شیخ محمد حسن نجفی نے جواہر الکلام میں تشہد کی بحث میں لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مذکورہ موثق روایت سے سب کے لئے تشہد کا وجوب ثابت ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہی ایک موثق روایت ہے جس کے مطابق تشہد پڑھا جائے بلکہ نمازی کو اختیار ہے کہ وہ روایات تشہد میں جس کو چاہے اختیار کرلے یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہے کہ ایک ہی تشہد معین طور پر واجب قرار دیا جائے بلکہ ابو بصیر کی روایت کے مطابق طویل تشہد بھی پڑھا جاسکتا ہے لہذا وجوب تخیری ہے نہ کہ تعیینی گویا احادیث ائمہ طاہرینؑ سے جو تشہد بھی وارد ہوجائے مکلف اس کو نماز میں پڑھ لینے کا مجاز ہے۔

۳۔ محدث یوسف بحرانی نے حدائق ناضرہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا ماحصل یہی ہے کہ مشہور بین الاصحاب یہ ہے کہ شہادتین پر مشتمل تشہد واجب ہے اور اس سے زیادہ شہادات پر مشتمل کلمات کا ادا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

۴۔ کافی میں بکر بن حبیب کی حدیث میں ہے کہ امام محمد باقرؑ سے سوال کیا گیا کہ میں تشہد اور قنوت میں کیا پڑھوں؟ تو امام نے فرمایا جو تم بہتر جانتے ہو پڑھ لو اگر تشہد کے کلمات مقرر ہی ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے یہ حدیث تہذیب اور وسائل الشیعہ میں بھی وارد ہوئی ہے۔

۵،۶۔ تمام فقہاء و مجتہدین کی تحقیقات کا خلاصہ یہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ ہماری کتب احادیث میں تشہد کی صورتیں جو چھوٹی بڑی عبارتوں میں وارد ہیں بطور نمونہ کتب من لا یحضرہ الفقیہ وسائل مستدرک الوسائل میں بارہ طرح سے منقول ہوئی ہیں یہ تعداد بھی مکمل نہیں ہے بلکہ روایات ۱۲ سے بھی زیادہ ہیں لہذا اس تشہد کی روایت پر تعجب ہونا معمول کی بات ہے ابو بصیر کی روایت میں جو طویل

تشہد کتاب تہذیب اور الوسائل میں ہے اس کو شیخ محمد حسن نجفی نے افضل تشہد قرار دیا ہے اور دوسرا افضل تشہد جو کہ اسے محب اہل بیت صاحب الحدائق نے نقل کیا ہے وہ آقا سید احمد مستنبط صاحب القطرہ کے بیان کردہ تشہد سے ملتا جلتا ہے اس میں بھی اشہد ان علی بن ابی طالب نعم المولی کے الفاظ آئے ہیں یہ تشہد محدث نوری نے بھی المستدرک میں روایت کیا ہے یہ تشہد ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام اور ہمارے فقہاء علماء جلیل القدر نے بیان کیا ہے لہذا تم مخالفوں کی قال قیل کے سیلاب میں مت بہ جانا اس میں بہت لوگ بہہ گئے ہیں ان سے بچ کر رہو بچ کر رہو بچ کر رہو اور امام زمانہ سے (توسل) کرو تاکہ وہ تمہیں ہر فتنہ سے نجات دلائیں۔

عکس کتاب مذکورہ بالا

الشَّهادةُ الثالثةُ المقدَّسةُ

مَعْدِنُ الإسلامِ الكاملِ
وَجوهرُ الإيمانِ الحق

عبدُ الحليم الغزّي

هذا الموضوع موردَ البحث بين العلماء، ولكن لا وجهَ لتكذيب هذه القصة بالخصوص لأمور: ...»[1].

ولقد أجادَ الشيخ الفاضل ناجي النجّار في كتابه الجزيرة الخضراء في الفصل الثاني من هذا الكتاب والذي عنونه «الفصل الثاني: مع الآثار والأخبار»، وجعله في قسمين:

الأول: الجزيرة الخضراء في كتب الجغرافيين واللغة والأنساب[2].

والثاني: الجزيرة الخضراء عند أهل الحديث والفقه والتراجم[3].

حيث تتبّع ذكرَ هذه الجزيرة وقصّتها في بطون الكتب والأسفار مؤلّفاً من ذلك بحثاً علمياً نافعاً، إنْ راجعته تغتنم.

— ٣ —

ما قاله السيد أحمد المستنبط (ره) في خاتمة الباب الثامن من الجزء الأول من كتابه الشريف القطرة من بحار مناقب النبي والعترة صلوات الله عليهم جميعاً: «ثم إني أختمُ هذا الباب بذكر تشهُّد الصلاة للصادق عليه السلام، حيث إشتهر في ألسنة بعض الناس إنكارُ الشهادة بالولاية في الأذان والإقامة مع ما ورد في خبر القاسم بن معاوية المروي عن إحتجاج الطبرسي عن أبي عبد الله عليه السلام: «إذا قال أحدُكم لا اله الاّ الله، محمدٌ رسولُ الله، فليقل عليٌ أميرُ المؤمنين» غافلاً عن كونها جزءاً من الصلاة استحباباً على ماروي عن الصادق عليه السلام. وإنّما أوردُ الرواية لندرة وجودها، وشرافة مضمونها، وكثرة فوائدها في زماننا هذا لمن تدبّر فيها، حتى انّ العلّامة النوري قدّس سرّه غفل عنها فلم ينقلْها في المستدرك، والرواية مذكورةٌ في رسالةٍ معروفةٍ: بفقه المجلسي قدّس سرّه، مطبوعةٌ في صفحة (٢٩) ما هذا لفظُه: «ويُستحب ان يُزاد في التشهّد ما نقله أبو بصير عن الصادق عليه السلام وهو: بسمِ اللهِ وباللهِ، والحمدُ لله، وخيرُ الأسماء كلّها لله، أشهدُ أن لا اله الاّ اللهُ وحده لاشريك له، وأشهدُ أنّ محمداً عبدُه ورسولُه، أرسله بالحق بشيراً ونذيراً بين يدي الساعة، وأشهدُ أنّ ربّي نِعْم الربُّ، وأنّ محمداً نِعْم الرسول، وأنّ علياً نعم الوصيّ، ونعم الإمام، اللهمّ صلِّ على محمدٍ وآل محمدٍ، وتقبّلْ شفاعتَه في أُمّته، وارفع درجته، الحمدُ لله ربّ العالمين»[1].

وعلى الأئمةِ الراشدينَ من آلِ طهَ ويس، اللهمَّ صَلِّ على نورِكَ الأنورِ، وعلى حَبْلِكَ الأطولِ، وعلى عُروتِكَ الوُثقى، وعلى وَجْهِكَ الأكرمِ، وعلى جَنْبِكَ الأَوْجَبِ، وعلى بابِكَ الأدنى، وعلى مَسْلَكِ الصِراطِ، اللهمّ صَلِّ على الهادِينَ، المهديِّينَ، الراشِدينَ، الفاضِلينَ، الطيِّبينَ، الطاهِرينَ، الأخيارِ، الأبرارِ.....»[1].

تذييل:

وذكر هذا التشهّد الشريف أيضاً العلّامة المحدّث النوري (ره) في مستدركه على الوسائل ج٥ ص٦ وص٧ وص٨ ح٥٢٣٧/٣.

الاّ أنّه جاء فيه: «وأنّ عليَّ بن أبي طالب نِعمَ الوَليّ» بدلاً عن المولى في نسخة الحدائق، وكذا جاء في حاشيته بدلاً من «مَسلَكِ الصِراط» عبارةُ: «سَبيلِكَ والصِراطِ الأقوَمِ»، وهي أليَقُ بالمقام وأنسب.

وبعد هذا التذييل أقولُ: أيها المحبّ قد تجدني في بعض الأحيان أخرج عن المقصود شيئاً ما في سبيل توضيح مطلب من المطالب يأتي في مطاوي الحديث. فإني لا أبتغي بذلك الاّ ان تكون على وضوحٍ من الأمر وتحقيقٍ في المسائل بحسب ما جاء عن أئمتنا عليهم السلام، و ما قاله علماؤنا وفقهاؤنا الأجلاّء أعلى الله تعالى مقاماتهم. ولا يجرفنّك تيّارُ القِيل والقال فإنّه تيّارٌ شديدٌ وقد جَرَفَ مَنْ جرفَ من الناس معه.

فحذارِ، ثم حذارِ، ثم حذار !!

ولا تغفلْ عن التوسّلِ بإمام زمانك عليه السلام للنجاة من كل فتنة فإنّه الناظرُ القريبُ، والشاهدُ العليمُ المحيطُ صلوات الله عليه.

حرم معصومہ قم مقدسہ

حوزہ علمیہ نجف اشرف مجتہدین اعلام کے عکس فتویٰ

(۱) علامہ محمد تقی مجلسیؒ متوفی ۱۰۷۰ھ

بدانکہ اطلاع حدیثی بر آن عمداً نہ سہواً و اجماع در آن نشستن بقدر تشہد را مکرر فتہ صورت تشہد
اول این است کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ اللہم صل علی
محمد و آل محمد و جائز نیست کہ اشہد نگوید لا الہ الا اللہ بگوید و سنت است کہ بر این بیفزاید چنانکہ ابو
بصیر از حضرت امام جعفر صادق نقل کردہ بسم اللہ و باللہ والحمد للہ و خیر الاسماء کلہا للہ اشہد ان لا
الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی
الساعۃ و اشہد انک نعم الرب و ان محمداً نعم الرسول و ان علیاً نعم الوصی و نعم الامام
اللہم صل علی محمد و آل محمد و تقبل شفاعتہ فی امتہ و ارفع درجتہ الحمد للہ رب العالمین

جن کی کتاب الفقہ نجف اشرف کے مجتہد اعظم آیۃ اللہ سید محمد کاظم طباطبائی مرحوم کے فتاوی و حواشی کے ساتھ بمبئی سے طبع ہوئی تھی اس کی عبارت کا عکس و ترجمہ ملاحظہ ہو۔ یہ کتاب آیۃ اللہ مرعشیؒ کے دیباچہ کے ساتھ قم سے بھی طبع ہو چکی ہے۔

"اور سنت ہے کہ تشہد واجب ہیں وہ اضافہ کرے جس کو ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ابتداء کرتا ہوں اور تمام تعریفیں اور تمام اچھے اسماء اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں جن کو اس نے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر قیامت سے قبل مبعوث فرمایا اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ میرا رب بہترین رب ہے اور محمدؐ بہترین رسول ہیں اور علیؑ بہترین وصی اور بہترین امام ہیں پھر درود پڑھ کر سلام پھیرے

(۲) سرکار مجتہد اعظم علامہ ناصر الملۃ سید ناصر حسین صاحبؒ لکھنؤ

اُن کے دستخط و مہر سے مصدقہ ۱۳۰۵ھ کا مطبوعہ رسالہ عملیہ تحفۂ احمدیہ مطبوعہ صادق پریس لکھنؤ کا عکس ترجمہ اردو ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے تشہد میں شہادت ثالثہ کو بہتر قرار دیا ہے

ملائے اور اپنے دامن پر نظر رکھے اور تشہد پڑھے اور عورت کو وقت تشہد اس طرح
بیٹھنا سنت ہے کہ زانوؤں کو ایک دوسرے سے ملائے اور گھٹنوں کو زمین سے اٹھائے اور اگر
بیٹھے اور اگر گھٹنوں کو زمین سے نہ اٹھائے تو اس طرح بیٹھے کہ اعضا اور رانیں آپس میں چسپیدہ
رہیں اور جب درست بیٹھ لے تو اس طرح تشہد پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا
اس خدا کے کہ جامع سب کمالوں کا اور مستحق سب عبادتوں کا ہے ایسے حال میں کہ یکتا اور
فرد ہے ذات میں اور استحقاق عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ محمد بندے ہیں اس کے اور
رسول اس کے ہیں اور بہتر ہے کہ بعد رسولہ کے یہ کہے اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَشْهَدُ اَنَّ رَبِّي نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُولُ

وَاَنَّ عَلِيًّا نِعْمَ الْوَصِيُّ وَاَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِهِ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَاَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ
لَا رَيْبَ فِيهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا
كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ یعنی بھیجا ہے اس کو خدا نے ساتھ راستی و درستی کے بشیر...

(۳) علامہ جلیل محمد باقر مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۱ھ

جن کے متعلق ڈھکو صاحب احسن الفوائد طبع اول ص ۲۶ میں لکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار فقط عالم شہیر و محدث بصیر ہی نہیں بلکہ رئیس المحدثین مروج المذہب و ناشر علوم الائمہ الطاہرین ہیں انہوں نے کتاب فقہ الرضا کو معتبر ترین کتاب ثابت کر کے اس کے مطابق بحار الانوار جلد ۸۳ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ میں شہادت ولایت امیر المومنینؑ پر مشتمل پورا تشہد لکھا ہے ملاحظہ ہو عکس اصل کتاب

۳۰م

ج ۸۳ ۳۷۔ باب وصف الصلاة ـ۲۰۹ـ

الزاكيات الغاديات الرائحات التامّات النّاعمات المباركات الصّالحات لله ماطاب وزكى، وطهر وسمى، وخلص، وماخبث فلغير الله.

أشهد أنّك نعم الرّبّ، و أنّ محمّداً نعم الرّسول، و أنّ عليّ بن أبي طالب نعم الوليّ، و أنّ الجنّة حقّ و النّار حقّ و الموت حقّ و البعث حقّ و أنّ السّاعة آتية لاريب فيها وأنّ الله يبعث من في القبور، الحمدلله الّذي هدانا لهذا وماكنّا لنهتدي لولا أن هدينا الله.

اللّهمّ صلّ على محمّد و على آل محمّد و بارك على محمّد وعلى آل محمّد و ارحم محمّداً و آل محمّد أفضل ما صلّيت و باركت و رحمت و ترحّمت و سلّمت على إبراهيم و آل إبراهيم في العالمين، إنّك حميد مجيد، اللّهمّ صلّ على محمّد المصطفى، و على المرتضى، و فاطمة الزهراء، و الحسن و الحسين، و على الأئمّة الرّاشدين من آل طه و يس، اللّهمّ صلّ على نورك الأنور، و على حبلك الأطول، و على عروتك الأوثق، و على وجهك الأكرم، و على جنبك الأوجب، و على بابك الأدنى و على سبيلك الصّراط اللّهمّ صلّ على الهادين المهديّين الرّاشدين الفاضلين الطيّبين الطاهرين الأخيار الأبرار.

(۴) محدث اعظم آقا یوسف بن احمد بحرانی متوفی ۱۱۸۶ھ

جن کے بارے میں ڈھکو صاحب احسن الفوائد ص ۲۶ میں کہتے ہیں " یہ بزرگوار بہت بڑے عالم عامل محدث ورع کامل صاحب حدائق ناضرہ (اصل عبارت میں ناظرہ ظ کے ساتھ ہے جو غلط ہے) یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے متعلق علماء اعلام کا فیصلہ ہے کہ اس کتاب کی مثل کتب امامیہ میں کوئی نہیں ملتی انہوں نے فقہ الرضا والی روایت کے مطابق شہادت ثالثہ پر مشتمل تشہد کو افضل تشہد قرار دیا ہے ملاحظہ ہو عکس

۲۔ ومن التشهد الأفضل الذي ذكره صاحب الحدائق (ره): تشهّد آخر، أنقل لك أنه أخذ بعضاً من عباراته الشريفة التي تؤيد المعنى الذي ذكره السيد أحمد المستنبط (ره): (... أشهد أنّك نعم الرّبّ، وأنّ محمّداً صلى الله عليه وآله نعم الرسول، وأنّ عليّ بن أبي طالب عليه السلام نعم الولي ...)(۳)، الى ان يقول عليه السلام في هذا التشهّد الشريف: (اللهمّ صلّ على محمد المصطفى، وعليّ المرتضى، وفاطمة الزهراء، والحسن، والحسين،

(۵) عن الحدائق الناضرة ج۸ ص۴۵۱۔

(۵) آیتہ اللہ العظمٰی مرتضیٰ آل یاسین کاظمین عراق

ان کے استدلالی فتوی کی مکمل عبارت سر الایمان ص ۵۷ ص ۵۸ سے ملاحظہ ہو ترجمہ اردو اس میں اشکال نہیں کرنا چاہئے کہ شہادت ولایت علی علیہ السلام ہر اذان و اقامت میں شہادتین کے بعد مستحب ہے بلا قصد جزئیت جیسا کہ ہر

ولاعبي القمار واشباههم بهذه المقاومة ولكننا سكتنا عنهم واشتغلنا بهذه السفاسف التي لا طائل تحتها سكتنا عن شاربي الخمور واهل الفجور حتى صار كأنه أصبح امراً مألوفاً ومشروعاً فلا حول ولا قوة إلا بالله.

النجف الاشرف — محمد الحسين كاشف الغطاء

قوم شیعہ فیصلہ کرے

اگر پیغمبرؐ اسلام اور مولائے کائنات سرکار امیر المومنینؑ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق شاہ فلک ولایت کی بیعت اور حق کی بازیابی کی خوشی کا دن عید منانے کے لائق ہے اور شیخ طوسی سے لے کر موجودہ مجتہدین عظام تک ہزاروں مجتہدین اس دن کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں اور علامہ مجلسی میں فرماتے ہیں کہ معلی بن خنیس کی حدیث جو فضائل نوروز پر مشتمل ہے اس کی سند زیادہ قوی ہے اور اصحاب فقہاء کے درمیان زیادہ مشہور ہے (بحار جلد ۵۹ ص ۱۰۱) تو کیا ہمیں خالصی کا یہ فتوی تسلیم کرلینا چاہئے کہ نوروز کی عید مجوس کی عید ہے اس کو عید منانے والا کافر اور نجس العین ہے یا ابن تیمیہ کا فتوی کہ ایرانیوں کی عید نوروز دوسرے کفار کی عیدوں کی طرح غیر اسلامی اور بدعت تحریمی ہے جادہ حق ص ۱۹۔

کیا قوم کو شیخ ڈھکو کا یہ فتوی منظور ہے کہ نوروز کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس عید کی کوئی کل پول سیدھی نہیں ہے اصلاح الرسوم ص ۳۳۲ تا ۳۳۳؟

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

یہ کیسا نجفی ہے جس کو نجف اشرف کے مجتہدین میں بھی کفر و مجوسیت کی بو آتی ہے مگر کیا کیا جائے کہ بخدی کو نجفی سمجھ لیا گیا ہے۔

ختم شد

اظہار تشکر

ہم شکر گذار ہیں جناب خطیب العصر علامہ سید ابن حسن شیرازی صاحب کے جنہوں نے پیرس میں عشرہ محرم الحرام کی مجالس سے خطاب کیا۔ اور عقائد حقہ سے روشناس کروایا۔ اور پاکستان میں بڑی چالاکی کے ساتھ مذہب حقہ کو جو نقصان پہنچایا جا رہا ہے ان خطرات سے مومنین کو آگاہ کیا اور بالخصوص اصلاح الرسوم جیسی کتاب جس میں عقائد امامیہ کا مذاق اڑایا گیا ہے اور باطل عقائد کی ترویج کی گئی ہے۔

مولانا موصوف نے اراکین امامیہ کو کہا کہ اس کتاب کے رد میں ایک مدلل کتاب محقق دوراں جناب علامہ محمد حسنین السابقی النجفی نے تحریر فرمائی ہے جس کی دوبارہ اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔

بالخصوص ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اراکین امامیہ پیرس فرانس کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کیلئے رقم فراہم کی۔ خداوند متعال بحق چہاردہ معصومین علیہم السلام ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

دعا گو

حیدر عباس نجفی